عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ
لولاک
ملتان

شمارہ 10 ● جلد: ۱۳

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
نفیس رقم حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

نگرانِ اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا غلام رسول دینپوری

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفی	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفی چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-458348614122

ناشر: عزیز احمد مطبع: شکیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

تلک الایام نداولہا بین الناس	ادارہ	3

مقالات ومضامین

سید الشہداء حضرت حمزہؓ	مولانا عبدالرحیم بہاولپوری	4
نبی کریم ﷺ ..... امن عالم کی نقیب	مولانا عبداللہ ابوالمحاسن معروفی	8
اسلام ..... دین انسانیت	عبدالسبحان	15
رمضان المبارک کے بعد یہ تبدیلی کیوں	مولانا اعجاز احمد ندوی	17
حیا اور غیرت ایمانی	ڈاکٹر عبدالغنی عارفی	19
حضرت مولانا غلام فرید کا وصال	مولانا اللہ وسایا	24
حضرت مولانا علی شیر حیدریؒ	مولانا اللہ وسایا	26
بیرون ملک مجلس تحفظ ختم نبوت کی مساعی اور قادیانیت کا تعاقب	مولانا سعید احمد جلالپوری مدظلہ	30

ردقادیانیت

فتنہ انکار ختم نبوت ...... اسلام کے خلاف فرنگی سازش	مولانا مجاہد الحسینی	38
مرزائی اسلامی مرکزیت کو فنا کرنے کے لئے خوفناک سازشیں کررہے ہیں	مولانا محمد حیاتؒ	46

متفرقات

چناب نگر میں ردقادیانیت کورس	مولانا اللہ وسایا	50
احتساب قادیانیت جلد ۲۹ کا ابتدائیہ	مولانا اللہ وسایا	53
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	56

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

تلک الایام نداولہا بین الناس!

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ ۰ اما بعد!

سوات، بونیر، باجوڑ، باڑہ وغیرہ آزاد قبائل میں حکومتی آپریشن ابھی تک کسی نہ کسی شکل میں جاری ہے۔ شعبان المبارک میں سندھ کے ممتاز عالم دین مولانا علی شیر حیدریؒ شہید کر دیئے گئے۔ رمضان المبارک میں وفاقی وزیر مذہبی امور جناب حامد سعید کاظمی پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ خود زخمی ہوگئے اور ان کا ڈرائیور موقع پر دم توڑ گیا۔ رمضان المبارک میں مہنگائی کا جن بوتل سے باہر نکل آیا۔ بجلی کی آنکھ مچولی بھی جاری رہی۔ ادھر سیاسی مدوجزر کا یہ عالم ہے کہ جناب نواز شریف صاحب اور ان کی جماعت کا اصرار ہے کہ پرویز مشرف کو عدالت کے سپرد کیا جائے۔ اس پر جن جرائم کی دفعات لاگو ہوں وہ اس کا دفاع کریں۔ لیکن عدالتی سطح پر پرویز مشرف کا احتساب ہونا چاہیئے۔ تاکہ آئندہ کسی طالع آزماء کو ملک کے دستور کو بازیچہ اطفال بنانے کی جرأت نہ ہو۔ جناب زرداری اور ان کی پارٹی، جناب الطاف حسین اور ان کا گروہ، جناب پرویز مشرف کا گروہ یعنی قاف لیگ، یہ تینوں طاقتوں کی تثلیث، پرویز مشرف کو بچانے میں سردھڑ کی بازی لگانے کے لئے ہمہ تن مستعد ہیں۔ ادھر جناب رحمٰن ملک سعودی یاترا سے مشرف ہوآئے ہیں۔ لندن میں جناب الطاف حسین کے چرنوں میں بھی امن تلاش کرتے رہے۔ جناب پرویز مشرف بھی سعودی حکمرانوں کے در دولت پر جبہ فرسائی کرنے کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔ تلک الایام نداولہا بین الناس!

کل نواز شریف سعودی عرب سے درخواست کرتا تھا کہ پرویز مشرف میرے خلاف کوئی اقدام نہ کریں۔ آج سعودی عرب کے حکمرانوں سے پرویز مشرف درخواست گذار رہا ہے کہ نواز شریف میرے خلاف مقدمہ قائم نہ کرائیں۔ تقدیر مسکرا رہی ہے۔ تندئی باد مخالف کے باوصف دین حق کا چراغ جلتا رہتا ہے۔ وزارتوں کے مقدر پے ناچنے والو وزارتوں کا مقدر بدلتا رہتا ہے۔ کل تک جس کا دل لال مسجد پر بم برسانے سے خوف نہیں کھاتا تھا۔ آج اس جرنیل کے پاؤں اپنے خلاف خبریں پڑھ کر ڈگمگا رہے ہیں۔ جناب زرداری کے عہد اقتدار میں قبائل پر لشکر کشی مسئلہ کا حل نہیں۔ وقتی طور بزور قوت کسی کو زیر کیا جاسکتا ہے۔ لیکن دل وجان سے اسے مطیع نہیں بنایا جاسکتا۔ مسئلہ کا اصل حل مذاکرات ہیں اور ان متاثرہ قبائل کے دلوں سے کدورت دور کرنا ضروری ہے۔ عسکریت پسند حملہ آور ہوں تو تب بھی قبائلی عوام پر قیامت قائم ہو، حکمران عسکریت پسندوں کے خلاف آپریشن کرے تب بھی قبائلی عوام پر قیامت قائم ہو۔ کراچی میں بارشوں نے تباہی پھیلا دی۔ غرض کراچی سے خیبر تک بدامنی کا راج، لاہور سے لندن تک خوف وبے چینی، اسلام آباد میں وزیر بھی محفوظ نہیں۔ ان حالات میں عوام اسلامیان وطن کے قلب وجگر پر جو بے چینی کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ عوام جس ذہنی کرب میں مبتلا ہیں۔ حکمرانوں کو اس کا احساس تک نہیں۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کے باسیوں کو سکون قلبی وذہنی نصیب فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائیں۔ نواز، پرویز دنگل، زرداری کی پردہ داری کل کیا گل کھلاتے ہیں اس کے لئے آئندہ شمارہ تک انتظار فرمالیا جائے۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسا ہی فرماویں۔ آمین!

سید الشہداء حضرت حمزہؓ!

مولانا عبدالرحیم بہاولپوری

حمزہؓ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی۔ آپ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی ہالہ بنت اہیب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔ آپ کی کنیت ابوعمارتھی۔ آپ ۶ سن نبوت کو مکہ مکرمہ میں مشرف باسلام ہوئے۔ واقعہ یہ ہوا کہ ایک دن ابوجہل صفا پہاڑ کے قریب آپ ﷺ کے پاس آ پہنچا۔ آپ ﷺ کو برا بھلا کہا۔ ایذا پہنچائی اور اسلام پر کیچڑ اچھالا۔ حضرت حمزہؓ کو ایک باندی نے صورت حال سے اطلاع دی تو آپ فوراً ابوجہل کی تلاش میں نکلے۔ جونہی ابوجہل کے سر پر پہنچے تو قوس بلند کی اور ابوجہل کے سر پر دے ماری جس سے ابوجہل شدید زخمی ہوا۔ بنی مخزوم کے کچھ لوگ ابوجہل کی امداد کے لئے اٹھے اور حضرت حمزہؓ سے کہنے لگے کہ ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ آپ بھی صابی ہوگئے ہیں (حضور ﷺ پر ایمان لانے والے کو صابی یعنی بے دین کہا کرتے تھے۔ العیاذ باللہ) حضرت حمزہؓ نے فرمایا کہ کون ہے جو مجھے مسلمان ہونے سے روکے۔ جبکہ میرے لئے یہ بات روشن ہوچکی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ جل مجدہ کے رسول ہیں اور وہ حق کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ جو فرماتے ہیں وہ سچ ہوتا ہے۔ مجھے اپنے پروردگار کی قسم ہے میں اس پر قائم رہوں گا۔ اگر تم سچے ہو تو مجھے روک کر دکھاؤ۔ اسلام لانے کے موقع پر آپ نے چند اشعار بھی کہے۔

ابوجہل نے بنی مخزوم کے افراد کو روکا۔ جب قریش کو حضرت حمزہؓ کے اسلام لانے کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی سہم گئے اور آنحضرت ﷺ سے متعلق کہنے لگے کہ اب یہ عزت پاگئے۔ ابن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ حضرت حمزہؓ اپنے گھر لوٹے تو شیطان آ پہنچا اور حضرت حمزہؓ سے مخاطب ہوکر کہا کہ آپ قریش کے سردار ہیں۔ آپ نے اپنے آباؤاجداد کے دین کو چھوڑ کر بے دین کی اتباع کرلی ہے۔ اتنا برا کیا ہے کہ تمہارا مرجانا بہتر تھا مگر ایسا نہ کرتے۔ ساری رات وساوس میں شیطان نے مبتلا رکھا۔ صبح حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر تمام صورت حال بیان کی۔ آپ ﷺ نے نصیحت فرمائی تو حضرت حمزہؓ نے فرمایا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ سچے رسول ہیں اور مجھے پوری دنیا سے عزیز ترین چیز دین ہے۔ میں اس کی سربلندی کے لئے سرتوڑ کوشش کروں گا۔ چنانچہ حضور ﷺ کا ساتھ دیا۔ جب آپ ﷺ ہجرت فرماکر مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت حمزہؓ نے بھی ہجرت فرمائی۔ مدینہ طیبہ پہنچے۔ کلثوم بن الہدمؓ کے ہاں ٹھہرے۔ حضور اکرم ﷺ نے زید بن حارثہؓ اور حضرت حمزہؓ کے درمیان مواخات کا تعلق قائم فرمادیا۔ ابن رومان فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے مدینہ آکر سب سے پہلے فوجی دستہ جو تیں افراد پر مشتمل تھا کا سپہ سالار حضرت حمزہؓ کو بنایا۔ علم اسلام انہیں دے کر آپ ﷺ نے قریش کے تین سو کے قافلہ کی طرف بھیجا جو شام سے مکہ مکرمہ لوٹ رہا تھا۔ یہ شان حضرت حمزہؓ کی ہے۔ یہ نصیب ان کے تھے۔ اللہ جل مجدہ کی طرف سے جہاد کی اجازت ہوئی۔ آغاز جہاد جس لشکر اسلام کی مختصر جماعت سے ہورہا ہے اس کی قیادت پر حضرت حمزہؓ فائز ہیں۔

اور یہ بھی عجیب حسن اتفاق ہے بلکہ رب کائنات کی طرف سے اعزاز ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ غزوہ بدر میں

شریک ہوئے۔ اسلام کا پہلا جہاد جو حضور اکرم ﷺ کی نگرانی میں ہونا ہے۔ دونوں طرف سے فوجیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہیں۔ سیدالانبیاء ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی جماعت دعاؤں میں مصروف ہے کہ مشرکین سے اسود بن عبدالاسد المخزومی مشرک نے کہا کہ میں بقسم کہتا ہوں کہ مسلمانوں کے حوض تک پہنچوں گا اور وہاں سے بہر صورت پانی لوں گا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ اسود انتہائی مغرور، بداخلاق اور سرکش کافر تھا۔ جونہی وہ اپنے غرور میں مسلمانوں کے حوض کی طرف بڑھا حضرت حمزہؓ آگے بڑھے۔ مقابلہ ہوا۔ مشرک کو اس کے غرور سمیت جہنم رسید کیا اور یوں اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلا مشرک میدان جہاد میں مسلمانوں کے ہاتھوں جو مرا اس کو مارنے کا اعزاز حضرت حمزہؓ حاصل کر کے سب پر سبقت لے گئے۔ باقاعدہ جہاد شروع ہوا۔ مبارزت کے لئے کفار کی طرف سے تین افراد عتبہ، شیبہ اور ولید بڑھے۔ آنحضرت ﷺ کو مقابلہ کے لئے پکارا۔ حضور ﷺ نے لشکر اسلام سے جن تین افراد کو مقابلہ کے لئے منتخب فرمایا ان میں سے ایک حضرت حمزہؓ تھے۔ دوسرے حضرت علیؓ اور تیسرے حضرت عبیدہ بن الحارثؓ تھے۔ حضرت حمزہؓ میدان بدر میں آگے بڑھے اور اپنا تعارف کراتے ہوئے کافر شیبہ سے نبرد آزما ہوئے۔ ایک ہی وار میں کافر کا کام تمام کیا۔ گھمسان کی جنگ شروع ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ حمزہؓ کو بلاؤ۔ میں نے دیکھا کہ سب مسلمانوں سے آگے کفار کی صفوں میں گھس کر لڑ رہے تھے۔ آپ نے خوب شجاعت دکھائی۔ بہت کافر آپ کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ میدان بدر میں آپ نے اپنے سینے پر شتر مرغ کے پر سجا رکھے تھے۔ شجاعت، تیزی اور جرأت کو دیکھ کر امیہ بن خلف نے حضرت حمزہؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا کہ وہ کون ہے جس نے شتر مرغ کے پروں کا جھنڈا لگا رکھا ہے۔ اس نے ہم پر بڑے ستم ڈھائے ہیں۔ میدان بدر ہی میں جبیر بن مطعم کا چچا طعیمہ بن عدی بھی مارا گیا تھا جس کا جبیر بن مطعم کو بہت صدمہ تھا۔ غزوہ احد کے موقع پر جب کفار کی فوج مسلمانوں کے خلاف میدان احد کی طرف روانہ ہو رہی تھی تو جبیر بن مطعم نے اپنے غلام وحشی کو بلایا اور کہا: ”اخرج مع الناس فان انت قتلت عم محمد بعمی طعیمة بن عدی فانت عتیق“ یعنی اے وحشی! تو بھی جا۔ اگر تو نے محمد ﷺ کے چچا کو میرے چچا کے بدلے مار ڈالا تو تو آزاد ہے۔ وحشی جس کی کنیت ابودسمہ تھی کہتے ہیں کہ جب ہم مقام احد پر پہنچے تو ہندہ، عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی بھی اپنے والد عتبہ بن ربیعہ کے غزوہ بدر میں مارے جانے کا دکھ لئے ہوئے جوش انتقام میں سرگرداں تھی۔ جب بھی میرے پاس سے گزرتی یا میں اس کے پاس سے گزرتا تو مجھے اکساتی اور کہتی ابودسمہ! شفا دے، شفا پا۔ یعنی ہمارے بدلے لے اور طوق غلامی سے نجات حاصل کر۔ یہ وحشی بعد میں مسلمان ہوگئے تھے اور مقام صحابیت سے سرفراز ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔ ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ کے متعلق صاحب طبری لکھتے ہیں: ”وکانت قد نذرت لئن قدرت علی الحمزة بن عبدالمطلب لتاکلن من کبدہ“ یعنی ہندہ بنت عتبہ نے نذر مانی تھی کہ اگر حضرت حمزہ بن عبدالمطلب تک رسائی پاگئی تو اس کا کلیجہ ضرور کھاؤں گی۔

عمیر بن اسحٰق کا بیان ہے کہ حضرت حمزہؓ حضور ﷺ کے سامنے کفار کے ساتھ دونوں ہاتھوں میں تلواریں اٹھائے خوب بہادری کے ساتھ جہاد میں مصروف تھے۔ ادھر وحشی پتھروں میں چھپ کر بزدلانہ حملہ کرنے کے لئے موقع پانے کی انتظار میں تھا۔ وحشی کا بیان ہے کہ حضرت حمزہؓ اس طرح مست ہوکر جہاد میں مصروف تھے جیسے خاکستری اونٹ۔ جس طرف بھی رخ کرتے کفار کو پسپا کرتے چلے جاتے۔ بالآخر میری زد تک آپہنچے۔ میں نے نشانہ لگایا۔ میرا نیزہ ناف کے نیچے جسم مبارک میں لگا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ اس طرح حضرت حمزہؓ شہادت پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت حمزہؓ نے احد کے میدان میں ۳۱ کافروں کو قتل کیا تھا۔ کفار نے حضرت حمزہؓ کا سینہ مبارک چاک کیا۔ دل نکالا۔ جگر نکالا۔ ناک کان وغیرہ کاٹے۔ ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ نے اپنی نذر کے مطابق جگر کو کھانا شروع کیا۔ مگر جتنی کوشش کی وہ نگل نہ سکی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ میرے چچا کے جگر کو کھا جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے چچا حمزہؓ کے گوشت کے ذرات تک کو بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ پر حرام کردیا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اپنے شہید چچا کی میت پر اس مغموم حالت میں قیام فرماتے تھے کہ ایسا مغموم آنحضرت ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا گیا۔ چچا سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ: ’’رحمة الله عليك يا عم فانك كنت وصولا للرحم فعولا للخيرات‘‘ خدا کی رحمتیں ہوں آپ پر۔ آپ قرابت کا خوب حق ادا کرنے والے اور بکثرت نیکی کرنے والے تھے۔ کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ تمام شہدائے کرام کی لاشوں پر کھڑے ہوکر فرمارہے تھے کہ انہیں خون آلود حالت ہی میں کفنادو۔ میں ان کی شہادت پر گواہ ہوں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں جب حاضر ہوں گے تو خون آلود حالت میں ہوں گے۔ رنگ خون کا ہوگا مگر اس کی خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ آپ ﷺ نے حضرت حمزہؓ کو سید الشہداء کا خطاب عطا فرمایا۔ ابن ہشام کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے خبر دی کہ آسمان والوں نے حضرت حمزہؓ کو اسد اللہ واسد رسولہ کا لقب دیا ہے۔ حضرت صفیہؓ (حضور اقدس ﷺ کی پھوپھی حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن اور حضرت زبیرؓ کی والدہ) اپنے بھائی حضرت حمزہؓ کی شہادت کا سن کر تیزی سے کفن کی دو چادریں اٹھائے میدان احد کی طرف تشریف لارہی ہیں۔ حضور ﷺ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا کہ وہ عورت تیزی سے آرہی ہے اسے روکو۔ حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے تو پہچان لیا تھا۔ میں آگے بڑھا۔ والدہ کو روکا۔ طاقتور عورت تھیں۔ مجھے مکہ رسید کیا اور اپنے راستے سے ہٹا کر آگے کو چل دیں۔ میں نے فوراً کہا کہ امی جان میں اپنی مرضی نہیں روک رہا۔ بلکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ انہیں روکو۔ یہ سننا تھا کہ فوراً رک گئیں۔ حضور ﷺ سے اجازت طلب کروائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ صبر نہ کرسکوگی۔ حضرت صفیہؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے فرمان کی تعمیل ہوگی۔ اجازت ملی۔ اپنے بھائی کی میت کو دیکھ کر فرماتی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور ایسا صبر کا مظاہرہ فرمایا جو رہتی دنیا تک یادگار ہے اور امت کے لئے اسوہ حسنہ۔

شہدائے احد کی نماز جنازہ حضور اقدس ﷺ کی اقتداء میں ادا ہورہی ہے۔ سب سے پہلے خوش نصیب حضرت حمزہؓ تھے جن کی نماز جنازہ آپ ﷺ نے پڑھائی۔ اس کے بعد حضرت حمزہؓ کے پہلو میں دوسرے شہید کو لایا جاتا۔ اس طرح ہر ایک کو لاتے اور جنازہ ہوجانے کے فوراً بعد اٹھالے جاتے۔ مگر حضرت حمزہؓ بدستور جنازہ گاہ میں موجود ہیں اور ہر دفعہ جنازہ میں شریک دعا ہورہے ہیں۔ اس طرح شہید پر نماز جنازہ جو ترقی درجات اور اعزاز کے لئے ہوتی ہے ستر مرتبہ حضرت حمزہؓ اس سے فیضیاب ہوئے۔

حضرت حمزہؓ جو آپ ﷺ کے چچا بھی تھے، رضاعی بھائی، بے تکلف دوست اور جاں نثار صحابی بھی۔ آپ ﷺ کے ہم عمر تھے۔ اصح روایت کے مطابق صرف دوسال بڑے تھے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے جبرائیل علیہ السلام کی زیارت ان کی اصل شکل میں کرادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ جبرائیل علیہ

السلام کو اصلی شکل میں نہ دیکھ سکیں گے۔ مگر بایں ہمہ حضرت حمزہؓ کی درخواست اپنی جگہ موجود تھی۔ آپ ﷺ نے انہیں ایک جگہ بٹھایا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بیت اللہ شریف کے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے حضرت حمزہؓ کو فرمایا کہ نظریں اٹھاؤ اور وہ دیکھو جبرائیل علیہ السلام اصلی شکل میں موجود ہیں۔ حضرت حمزہؓ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی زیارت کی۔ ان کے پاؤں سبز زبرجد کی طرح تھے۔ بے ہوش ہوگئے۔

شہدائے احد کی لئے قبریں تیار کی گئیں۔ سید الشہداء حضرت حمزہؓ کی قبر پر حضور ﷺ تشریف فرما ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ قبر میں اترے۔ ان مقدس ہستیوں نے بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ حضرت حمزہؓ کو لحد میں اتارا۔ کفن کی ان دو چادروں میں سے جو حضرت صفیہؓ لائی تھیں ایک انصاری صحابی حضرت سہیلؓ کے نصیب میں آئی۔ دوسری سے حضرت حمزہؓ کے جسد اطہر کو ڈھانپا گیا۔ چادر جسد اطہر سے لمبائی میں چھوٹی تھی۔ سر کی جانب اس سے اور قدمین مبارکین کو گھاس سے ڈھانپا گیا۔ محارب بن وثار فرماتے ہیں کہ اپنے اپنے شہداء پر لوگ رو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حمزہؓ پر رونے والا کوئی نہیں۔ جب انصاری صحابہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے اپنی عورتوں کو حضرت حمزہؓ پر رونے کو کہا۔ عورتوں نے رونا شروع کیا۔ ایک عورت آئی اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر ماتم شروع کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے شیطان کی طرح بعینہ طریقہ اپنایا ہے۔ اس نے بھی زمین پر آکر ایسا ہی رونا رویا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا زور زور سے رونے والا، گردن پیٹنے والا، کپڑے پھاڑنے والا ہم میں سے نہیں۔ بلکہ ایک روایت میں ہے کہ اگلے دن منبر پر تشریف فرما ہو کر آپ ﷺ نے خطاب فرمایا اور ماتم سے سختی سے روکا۔ علامہ بیہقی دلائل النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرا ہرگز یہ مقصد نہ تھا۔ میں ماتم کو پسند نہیں کرتا اور عورتوں کو منع فرمادیا۔ علامہ بیہقی واقدی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ہر سال شہدائے احد کی آخری آرام گاہ پر تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ اپنے اپنے دور خلافت میں ہر سال شہدائے احد کی قبور پر حاضری دیا کرتے تھے۔ عبداللہ بن ابی فروہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ شہدائے احد کے مزارات پر تشریف لائے اور فرمایا! اللہ میں تیرا بندہ اور نبی، گواہی دیتا ہوں کہ یہ سب شہید ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ جس نے بھی قیامت تک آنے والی مخلوق سے ان کی زیارت کی اور آکر سلام کیا۔ یہ اس کو جواب دیں گے۔ عطاف بن خالد فرماتے ہیں کہ میری خالہ نے مجھے اپنا واقعہ بتایا۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں حضرت حمزہؓ کی آخری آرام گاہ پر حاضر ہوئی۔ کوئی وہاں نہ تھا۔ میں نے حاضری دی۔ جب رخصت ہونے لگی السلام علیکم کہا: ''فسمعت ردالسلام علی یخرج من تحت الارض اعرفہ کما اعرف ان اللہ عزوجل خلقنی وکما اعرف اللیل من النہار فاقشعرت کل شعرۃ منی '' میں نے قبر کے اندر سے سلام کا جواب سن کر اس طرح پہچان لیا جیسا کہ بلاشک اپنے رب کو خالق جانتی ہوں اور جیسے رات کو دن سے ممتاز محسوس کرتی ہوں۔ جواب سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ حضرت فاطمہؓ حضرت حمزہؓ کی قبر پر تشریف لایا کرتی تھیں اور بوسیدگی کی شکل میں درست بھی فرمایا کرتی تھیں۔ آج بھی احد پہاڑ کے دامن میں حضرت حمزہؓ کا مزار مبارک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بار بار وہاں حاضری نصیب فرمائے اور حاضری کو ایمان کی سلامتی اور آخرت کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

نبی کریم ﷺ ...... امن عالم کے نقیب!

مولانا عبداللہ ابوالمحاسن معروفی

زمانے کی ستم ظریفی دیکھیں

جو مذہب انسانیت کو تاریکیوں سے نکال کر دنیا کو بقعۂ نور بنانے کے لئے آیا اور جو رسول کفر و شرک اور قتل وخونریزی کا خاتمہ کر کے دنیا کو امن وامان، شانتی اور سلامتی کا گھوارہ بنانے کے لئے مبعوث ہوا اور انتہائی قلیل عرصے میں اپنے مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر روئے زمین کو امن وحفاظت، اخوت ومحبت اور عدل وانصاف کی آماجگاہ بنادیا۔ آج اس مذہب کو، اس رسول کو، اس کی بتائی ہوئی تعلیمات کو، اس پر اتارے گئے قرآن کو اور اس کے ماننے والے مسلمانوں کو ظلم وزیادتی، تشدد وبربریت، خوف ودہشت اور نفرت وعداوت کا پلندہ قرار دیا جارہا ہے۔ اس میں جہاں تعصب، علاقائیت اور قومیت کا دخل ہے وہیں ایک اچھی خاصی تعداد مذہب اسلام پیغمبر اسلام اور تعلیمات اسلام سے ناواقف ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس موضوع پر توجہ دی جائے اور شہنشاہ امن صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور ان کی ہدایات کو منظر عام پر لایا جائے اور پورے ماحول کی منظر کشی کی جائے تاکہ سمجھنے والوں کے لئے سہولت اور ماننے والوں کے لئے آسانی پیدا ہو اور رحمت عالم کا امن وسلامتی کی عظیم شخصیت ہونا واضح ہوجائے۔

بعثت نبوی سے پہلے انسانیت کی حالت زار

چھٹی صدی عیسوی میں دنیا کے بڑے مذاہب، قدیم مذہبی صحیفے اور ان کے احکام وقوانین جنہوں نے مذہب، اخلاق اور علم کے میدان میں مختلف موقعوں پر اپنا مخصوص کردار ادا کیا تھا۔ بازیچہ اطفال بن چکے تھے اور پوری انسانیت تباہی وبربادی کے راستے پر تیزی کے ساتھ گامزن تھی۔ انسان اپنے خالق ومالک کو بھول چکا تھا اور روح وقلب کی غذا، اخروی فلاح، انسانیت کی خدمت اور اصلاح حال کے لئے اس کے پاس ایک لمحہ باقی نہیں تھا۔ مشرکین عرب جن کا دعویٰ تھا کہ ہم دین ابراہیم پر ہیں۔ شریعت ابراہیمی سے کوسوں دور تھے۔ ان میں گناہوں کی بھرمار تھی اور طول زمانہ کے سبب بت پرستی کی وہی عادات ورسوم پیدا ہوچلی تھیں۔ جنہیں دینی خرافات کا درجہ حاصل ہے۔ جس نے ان کی اجتماعی، سیاسی اور دینی زندگی پر گہرے اثرات ڈالے تھے۔ قبائلی اور نسلی، خاندانی اور خونی عصبیت بے حد شدید تھی۔ جنگ ان کی گھٹی میں پڑی تھی۔ ایک دوسرے کو قتل کرنا ایک کھیل اور تفریح تھی۔ حاصل یہ کہ یہ زمانہ تاریخ کا بدترین دور تھا اور انسانیت کے مستقبل اور ان کی بقاء وترقی کے لحاظ سے انتہاء درجہ تاریک، مایوس کن اور ظلمت وانحطاط کی اس آخری منزل پر تھا۔ جب اصلاح کی امید ختم ہوجاتی ہے۔ ایک انگریز مصنف سرولیم کہتا ہے کہ: ”محمد کے عنفوان شباب کے زمانے میں جزیرۂ نمائے عرب بالکل ناقابل تغیر تھا۔ شاید اس سے زیادہ ناامیدی کی حالت کسی اور زمانے میں نہ تھی۔“

بعثت نبوی اور انقلاب عظیم

تو کیا اس عالمی ظلمت، اس عالمگیر تاریکی، اس وسیع و ہمہ گیر تیرگی میں ایک آفتاب عالم تاب کی حاجت نہ تھی کہ جاہلیت کے مشرکانہ و بت پرستانہ اور انسانیت کے اس مہلک اور تباہ کن ملبہ کو ہٹایا اور صاف کیا جائے۔ پھر اس کی جگہ وہ نئی مستحکم عظیم الشان اور بلند و بالا عمارت قائم کی جائے۔ جس کے سایہ رحمت میں ساری انسانیت کو پناہ مل سکے۔ رحمت عالم ﷺ کے احسان کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو ارشاد فرمایا ہے اس سے بڑھ کر اس صورتحال کی کوئی تصویر اور ترجمانی نہیں ہوسکتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

”واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا (آل عمران:۱۰۳)“ ﴿اور خدا کی اس مہربانی کو یاد کرو۔ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے تو خدا نے تم کو اس سے بچالیا۔﴾

بنی نوع انسان کی پوری تاریخ میں ہمیں اس سے زیادہ نازک کام اور اس سے بڑی ذمہ داری نظر نہیں آتی جو ایک نبی کی حیثیت سے رحمت عالم ﷺ پر ڈالی گئی اور نہ کوئی کھیتی اتنی زرخیز ثابت ہوئی جیسی آپ کی، اور نہ کوئی محنت وکوشش اتنی بارآور ثابت ہوئی جتنا آپ کی محنت انسانیت عامہ کے حق میں نفع بخش ثابت ہوئی۔ یہ عجائبات تاریخ کا سب سے بڑا عجوبہ اور دنیا کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ لیمر ٹائن نبوت محمدی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہتا ہے۔”انتہائی نامساعد حالات میں اپنے عقائد کو ایک تہائی دنیا سے تسلیم کرالینا بیشک آپ کا معجزہ تھا۔ محمد ﷺ کی زبان سے جیسے ہی عقیدۂ توحید کا اعلان ہوا بتوں کے تمام قدیم معبدوں میں خاک اڑنے لگی اور ایک تہائی دنیا ایمانی حرارت سے لبریز ہوگئی۔“

رحمت للعالمین ﷺ کا کرشمہ

غرض آپ کی بعثت کے بعد دنیا کی رت بدل گئی۔ انسانوں کے مزاج میں تبدیلی آگئی۔ دلوں میں خدا کی محبت کا شعلہ بھڑکا اور خداطلبی کا ذوق عام ہوا۔ عرب وعجم، مصروشام، ترکستان وایران، عراق وخراسان، شمالی افریقہ اور اسپین اور بالآخر ہمارا ملک ہندوستان اور جزائر شرق الہند سب اسی صہبائے محبت کے متوالے اور اسی مقصد کے دیوانے نظر آنے لگے۔ انہوں نے دلوں کی سرد انگیٹھیاں گرمادیں۔ عشق الٰہی کی شمع فروزاں کردی۔ علوم وفنون کے دریا بہادیئے۔ جہالت ووحشت اور ظلم وعداوت سے نفرت پیدا کردی۔ مساوات کا سبق پڑھایا اور دکھوں کے مارے سماج کے ستائے ہوئے انسانوں کو گلے سے لگالیا۔ آئندہ سطور میں بعض قرآنی ہدایات اور رحمت عالم ﷺ کی چند تعلیمات کی روشنی میں مختصر وضاحت کے ساتھ کچھ انقلاب انگیز اصول پیش کئے جاتے ہیں جو عالمی صلح وامن اور خیروبہبود کے زبردست عوامل ہیں۔ جس سے معلوم ہوجائے گا کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے امن وسلامتی کا جو فارمولہ

دنیا کے سامنے رکھا ہے اور منفی عناصر کے ازالہ کی خاطر انسانیت کا احترام ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے جو پالیسی تیار کی ہے وہ کس قدر جامع اور امن وسلامتی کی ضامن ہے۔

مساوات

بین الاقوامی اصلاح وامن کے سلسلے میں سب سے پہلا اور بنیادی امر یہ ہے کہ روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانی گروہوں، جماعتوں اور قوموں کو اصولی اعتبار سے مساوی تسلیم کیا جائے اور اس مساوات کو عملی لباس پہنانے میں قطعاً کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کی جائے۔ اگرچہ کسی کا عقیدہ کچھ ہو۔ جو کتاب حق رحمت ﷺ پر نازل ہوئی اس میں انسانی مساوات کا غیر مشتبہ اعلان موجود ہے۔

''یایها الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوباً وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند الله اتقکم، ان الله علیم خبیر (حجرات:۱۳)''

﴿لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہارے خاندان اور قبیلے بنائے تاکہ تم پہچان لئے جاؤ۔ یقیناً تم میں اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو، بے شک خدا دانا اور واقف کار ہے۔﴾

رحمت عالم ﷺ نے فتح کے بعد حرم پاک میں جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا ان میں مخاطب وہ تھے جنہوں نے مسلمانوں کے خلاف اکیس برس تک ظلم وتعدی کا کوئی بڑے سے بڑا طوفان بپا کرنے میں کسر نہیں اٹھا رکھی تھی اور شاید ہی کوئی سینہ یا چہرہ ہو جو مخاطبین کی برچھیوں، تلواروں اور تیروں سے جراحت زار نہیں بن چکا تھا۔ تاہم رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: ''آج تم پر کوئی الزام نہیں۔ تم سب آزاد ہو'' نیز فرمایا: ''اے قریش! جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار خدا نے مٹا دیا۔ تمام لوگ آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ پھر مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔ اس سے مزید توثیق ہوتی ہے کہ یہ آیت مساوات انسانی کی بنیاد ہے۔''

اکرمیت کی بنیاد

پھر دیکھیں کہ انسانوں کی عزت واکرمیت کی اساس دولت، رنگ، خون، نسل، قوم یا کوئی خاص جغرافیائی خطہ نہیں۔ بلکہ صرف تقویٰ اور حسن عمل ہے۔ محض نکوکاری، حق پرستی اور علق دوستی درکار ہے۔ جس کی فراوانی سے روئے زمین امن وسلامتی کا بہشت زار بن جائے گی۔

دین میں کوئی جبر نہیں ہے

ایک انقلاب انگیز اصول یہ ہے۔ ''لا اکراه فی الدین (بقرہ:۲۵۶)'' دین کے بارے میں کوئی جبر نہیں۔ انسانی ظلم وستم کے جو خونچکاں واقعات تاریخ کے صفحات پر منقوش ہیں۔ ان میں سے تین چوتھائی صرف جبر وتشدد کا نتیجہ ہے جو ایک گروہ نے دوسرے گروہ کو اپنا ہمنوا بنانے کے لئے بے دریغ روا رکھے۔ یہ حقیقت بالکل عیاں ہے کہ جبر واکراہ سے انسانی جسم کو اپنی مرضی کے مطابق جھکایا جاسکتا ہے۔ مگر دل میں اعتقاد وایمان کا

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

چراغ روشن نہیں کیا جا سکتا۔ جبر وتشدد سے تو دلوں میں نفرت وکراہت کی آگ مشتعل ہوتی ہے۔

عدل پر استواری

ایک انقلاب انگیز اصول یہ ہے: ''یایھا الذین اٰمنوا کونوا قوامین للّٰہ شھدآء بالقسط، ولا یجرمنکم شنان قوم علیٰ الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ واتقوا اللّٰہ، ان اللّٰہ خبیر بما تعملون (مائدہ:۸)'' ﴿اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کو مضبوطی سے کھڑے ہو جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر نہ ابھارے کہ اس سے انصاف نہ کرو۔ ہر حال میں انصاف کرو۔ یہی تقویٰ سے لگتی ہوئی بات ہے اور اللہ کی نافرمانی کے نتائج سے ڈرو۔ اللہ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔﴾

''قوامین'' میں حقوق اللہ کی طرف اور ''شھداء بالقسط'' میں حقوق العباد کی طرف اشارہ ہے اور عدل کا مطلب ہے کسی کے ساتھ بدون افراط وتفریط وہ معاملہ کرنا جس کا وہ واقعی مستحق ہے۔ عدل وانصاف کی ترازو ایسی صحیح اور برابر ہونی چاہئے کہ عمیق محبت اور شدید سے شدید عداوت اس کے دونوں پلڑوں میں سے کسی پلڑے کو جھکا نہ سکے۔ فتح خیبر کے بعد وہاں کی زمین نصف پیداوار کی بناء پر یہودیوں کے حوالے کر دی گئی تھی اور عبداللہ بن رواحہؓ کو بٹائی کے لئے بھیجا جاتا وہ پیداوار کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دو انبار لگوا دیتے اور یہودیوں سے کہتے کہ جو حصہ چاہو اٹھا لو۔ تو یہودی کہتے ''زمین وآسمان ایسے ہی عدل سے قائم ہیں۔'' جی ہاں مسلمانوں کا وظیفۂ حیات روئے زمین پر یہی ہے اور ایسے ہی اصول حیات عالمی امن کے ضامن ہو سکتے ہیں۔

نیکی میں تعاون اور بدی سے گریز

ایک انقلاب انگیز اصول یہ ہے: ''لا یجرمنکم شنان قوم ان صدوکم عن المسجد الحرام ان تعتدوا وتعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللّٰہ ان اللّٰہ شدید العقاب (المائدہ:۲)'' ﴿جس گروہ نے تمہیں مسجد حرام سے روک دیا تھا اس کی دشمنی تمہیں اس بات پر نہ ابھارے کہ اس کے ساتھ زیادتی کرنے لگو۔ (تمہارا دستور العمل تو یہ ہونا چاہئے کہ) نیکی اور پرہیزگاری کی ہر ایک بات میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ گناہ اور ظلم کی کسی بات پر تعاون نہ کرو اور اللہ کی نافرمانی کے نتائج سے ڈرو۔ وہ پاداش عمل میں سخت سزا دینے والا ہے۔﴾

قریش مکہ نے حدیبیہ میں مسلمانوں کو ادائے عمرہ سے روک دیا تھا۔ جب اختیار کی باگ ڈور مسلمانوں کے ہاتھ میں آئی تو ان پر یہ واضح کر دینا ضروری تھا کہ قریش کی سابقہ زیادتیاں تمہارے لئے زیادتی کا باعث نہ بن جائیں۔ اگرچہ تمہارے خیال میں وہ ان کی زیادتی کا جواب ہی ہو۔ مسلمانوں کا دستور العمل یہ ہے کہ جہاں نیکی اور اچھائی دیکھتا ہے۔ اس کی طرف تعاون کا ہاتھ بڑھاتا ہے اور ظلم وگناہ سے دور رہتا ہے۔ اب سوچیں اور غور کریں

اگر دنیا کی تمام قومیں اور جماعتیں یہ دستور العمل اپنالیں، نیکی اور خدا ترسی کے لئے مل جل کر کام کریں، گناہ اور ظلم کو فروغ نہ پانے دیں تو کیا دنیا جلد سے جلد امن وسلامتی کا گہوارہ نہ بن جائے؟

راست بازی

ایک انقلاب انگیز اصول یہ ہے: ''یاایھا الذین اٰمنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للّٰہ ولو علیٰ انفسکم اوالوالدین والاقربین ان یکن غنیا او فقیراً فاللّٰہ اولیٰ بھما فلا تتبعوا الھویٰ ان تعدلوا وان تلووا او تعرضوا فان اللّٰہ کان بما تعملون خبیراً (النساء:۱۳۵)'' ﴿اے ایمان والو! تم انتہائی مضبوطی اور پختگی سے قائم رہنے والے اور اللہ کے لئے سچی گواہی دینے والے ہو جاؤ کہ اگر وہ گواہی خود تمہارے خلاف یا تمہارے ماں باپ اور قرابت داروں کے بھی خلاف ہو تو ہرگز نہ جھجکو۔ اگر کوئی مالدار یا مفلس ہے تو اللہ تم سے زیادہ ان پر مہربانی رکھنے والا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہوائے نفس کی پیروی تمہیں انصاف سے باز رکھے۔ اگر تم گواہی دیتے وقت بات کو گھما پھرا کر پیش کرو گے یا گواہی دینے سے پہلو بچاؤ گے تو یاد رکھو اللہ تمہارے کاموں سے پوری طرح آگاہ ہے۔﴾

امن عالم کے ضامن وہی لوگ ہوسکتے ہیں جو اپنے خلاف یا اپنے انتہائی قریبی رشتہ داروں کے خلاف بھی سچ کہتے ہوئے نہ جھجکیں اور حق وانصاف کے معاملہ میں راست بازی کے اس انتہائی بلند مقام پر فائز رہیں۔

بھائیوں کے درمیان مصالحت

''وان طائفتٰن من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما فان بغت احدھما علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی حتیٰ تفیٓء الیٰ امر اللّٰہ فان فآءت فاصلحوا بینھما بالعدل واقسطوا ان اللّٰہ یحب المقسطین انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم واتقوا اللّٰہ لعلکم ترحمون (الحجرات:۹،۱۰)'' ﴿اور اگر مسلمانوں کے دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرادو۔ پس اگر ان میں سے ایک زیادتی پر تلا رہے تو اس سے جنگ کرو جو زیادتی کا مرتکب ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے تو دونوں فریق کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف پر استوار ہو۔ یقیناً اللہ کو پسند آتے ہیں انصاف کرنے والے۔ مؤمن باہم بھائی بھائی ہیں۔ پس اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرادیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔﴾

دیکھئے قتل وخونریزی کو روکنے کی کتنی عمدہ، منصفانہ اور مؤثر عملی تدبیر ہے۔ رحمت عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اپنے بھائی کی مدد کرو ظالم ہو یا مظلوم۔ عرض کیا گیا کہ مظلوم کی مدد تو کی جاسکتی ہے۔ ظالم کی مدد کیونکر ہوسکتی ہے۔ فرمایا اس کا ہاتھ پکڑ کر ظلم سے روکو۔ یہ امن وسلامتی کی پائیداری کے اصول وضوابط ہیں۔ ان سے جتنا انحراف کیا جائے گا

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

ان پر عمل کی زیادہ اچھی صورت اختیار کرنے میں جتنا تامل ہوگا اتنا ہی امن عالم میں اختلال کا دروازہ کھلا رہے گا۔

موجبات اختلال کا انسداد

پھر قوموں اور جماعتوں کے خوشگوار تعلقات میں خلل ڈالنے والا ایک ایک رخنہ بند کیا گیا۔ مثلاً: ''لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیراً منهم ''ہنسی نہ اڑائیں ایک قوم کے لوگ دوسرے قوم کے لوگوں کی۔ شاید وہ ان سے بہتر ہوں۔'' لا تلمزوا انفسکم ''عیب نہ لگاؤ ایک دوسرے کو۔'' لا تنابزو بالالقاب (حجرات:۱۱) ''چڑانے کی غرض سے ایک دوسرے کے نام نہ رکھو۔

''یایها الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم (حجرات:۱۲) ''اے ایمان والو! بہت بدگمانیوں سے اجتناب کرو۔ کیونکہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔'' یایها الذین اٰمنوا ان جاء کم فاسق بنبأ فتبینوا ان تصیبوا قوماً بجهالة فتصبحوا علیٰ ما فعلتم نٰدمین (حجرات:٦) ''اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق آدمی تمہارے پاس خبر لائے تو اسے صحیح سمجھنے سے پیشتر تحقیق کرلیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ خبر سنتے ہی تم نادانی سے دوسری قوم پر جا پڑو۔ پھر کل اپنے کئے پر پچھتانے لگو۔

رحمت وشفقت کا ابر گہر بار

رحمت عالم ﷺ کے فرمودات کی اساس اور بنیاد معاشرے میں رحمت ومحبت کے فیضان عام پر ہیں۔ تاکہ رحمت وشفقت اور اخوت ومحبت کے فروغ وعمومیت میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو اور تمام افراد بشر کے درمیان اخوت، خلوص، ہمدردی اور یکجہتی کے روابط زیادہ مستحکم ہوں اور امن وامان اور سلامتی وحفاظت کی صورتحال پائیدار ہو۔ صرف چند ارشادات ذکر کئے جاتے ہیں۔ انہیں پڑھیں اور غور کریں کہ بین الاقوامی امن وامان کے تقاضے کی تکمیل کی طرف کتنی بے مثال اور کامیاب ہدایتیں موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

۱...... تمام مخلوق اللہ کا کنبہ اور اس کی عیال ہے۔ لہٰذا سب سے بڑا محبوب خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو اس کے عیال اور کنبوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔

۲...... تم مؤمنوں کو باہم رحم، محبت اور مہربانیوں میں ایک جسم کے اعضاء کی طرح دیکھو گے۔ جب ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے پورا جسم بے خوابی اور بخار کی دعوت بن جاتا ہے۔ (بخاری شریف)

۳...... آپس میں بغض نہ رکھو۔ باہم حسد نہ کرو۔ آپس کے تعلقات نہ توڑو اور خدا کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کے ساتھ تین روز سے زیادہ قطع تعلق رکھے۔ (بخاری شریف)

ایک مرتبہ پڑوسیوں کے حقوق کی نشاندہی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

۱...... اگر پڑوسی بیمار ہو تو اس کی عیادت اور خبر گیری کی جائے۔

۲...... اگر وہ انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کا ساتھ دو یعنی تدفین میں ہاتھ بٹاؤ۔
۳...... اگر وہ ضرورتمند ہو اور تم میں استطاعت ہو تو اسے قرض دو۔
۴...... اگر وہ برا کام کر بیٹھے تو اس کی پردہ پوشی کرو۔
۵...... اگر اسے کوئی نعمت یا مال ملے تو مبارک باد دو۔
۶...... اگر اس پر کوئی مصیبت آپڑے تو ہمدردی کا اظہار کرو۔
۷...... اپنے گھر کی عمارت اس طرح بلند نہ کرو کہ پڑوسی کے گھر کی ہوا رک جائے۔
۸...... جب تمہارے گھر میں کوئی اچھا کھانا پکے تو کوشش کرو کہ تمہاری ہنڈیا کی مہک پڑوسی (اور اس کے بال بچوں) تک نہ پہنچے۔ یہ ان کے لئے باعث ایذا ہوگی یا اپنے اوپر لازم کرلو کہ اس کھانے کا کچھ حصہ پڑوسی کے گھر بھی بھیجیں گے۔

پھر پڑوسیوں کی قسمیں بھی بتائیں۔

۱...... غیر مسلم جس کے ساتھ رشتہ داری بھی نہیں نچلے درجے کا پڑوسی ہے۔ یعنی اس کے بھی حقوق ہیں۔ مگر دوسروں سے کم۔
۲...... مسلم پڑوسی جس کے ساتھ رشتہ داری نہ ہو اس کا درجہ پہلے کے مقابلے میں بلند ہے۔
۳...... رشتہ دار مسلم پڑوسی یعنی پڑوسی بھی، مسلم بھی اور رشتہ دار بھی یہ سب سے اونچے درجے پر فائز ہے۔

اب آپ ان ارشادات کی عملی صورت پر غور کریں تو اس کی وسعت اور اثر خیزی کا اندازہ کرنا مشکل ہو جائے گا۔ کیا اب بھی کسی کو داعی اسلام رحمت عالم ﷺ کی صداقت پر یقین نہ آئے گا؟

شیخوپورہ سے مولانا عبدالنعیم مبلغ ختم نبوت کی رپورٹ

شیخوپورہ جنڈیالہ روڈ پر ایک قادیانی قادیانیت کی تبلیغ اور پمفلٹ کھلے عام تقسیم کرنے پر رنگے ہاتھوں پکڑا گیا۔ تفصیلات کے مطابق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع شیخوپورہ کے مبلغ مولانا عبدالنعیم ۳۱ راگست بروز پیر صبح نو بجے ایک دوست سے ملاقات کے لئے جارہے تھے کہ جنڈیالہ روڈ محلہ مجاہد نگر میں مبارک احمد قادیانی نامی شخص جو کہ سکہ بند جنونی قادیانی ہے۔ سرعام قادیانی پمفلٹ سائیکل پر رکھ کر تقسیم کر رہا تھا اور کھلے عام قادیانیت کی تبلیغ و پرچار میں مصروف تھا۔ چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع شیخوپورہ کے مبلغ مولانا عبدالنعیم اس کو موقع پر رنگے ہاتھوں پکڑ کر ایک دوکان میں بٹھادیا۔ موقع پر ہی مجلس تحفظ ختم نبوت شیخوپورہ کے ناظم اعلیٰ قاری محمد الیاس حافظ محمد یحییٰ ڈیرہ حافظاں، قاری خلیل الرحمٰن خطیب مدنی مسجد ودیگر احباب کافی تعداد میں پہنچ گئے اور انتظامیہ کو اس واقعہ کی اطلاع کی۔ انتظامیہ نے اس کو موقع پر ہی گرفتار کر کے تھانہ لے گئی۔ بعد ازاں مبارک احمد مرزائی نے حلف نامہ لکھ کر دیا کہ میں آئندہ قادیانی رسائل، پمفلٹ وغیرہ کی تقسیم اور قادیانیت کی تبلیغ نہیں کروں گا۔

اسلام ...... دین انسانیت!

عبدالسبحان

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گذرے لگ بھگ چھ صدیاں بیت چکی تھیں۔ تعلیمات نبوت سے دنیا خالی ہو چکی تھی۔ انسانوں کے لئے بنائی گئی اس دنیا میں انسان کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی۔ پوری دنیا ہر طرح کے نعروں سے گونج رہی تھی۔ ملکی، وطنی، لسانی، قومی، قبائلی، ہر طرح کے نعرے یہاں تک کہ آسمانی مذاہب بھی رنگ ونسل اور مسلکی عصبیتوں میں گرفتار ہو کر خدائی پیغام کو فراموش کر چکے تھے۔ ہر چیز ٹکڑیوں میں بٹی ہوئی تھی۔ سوائے ایک جاہلیت کے وہ عالم کے سینے پر سوار تھی اور کسی طور اترنے کو تیار نہیں تھی۔ دنیا کو صرف ایک صدائے دل نواز کی ضرورت تھی اور وہی نہیں لگائی جارہی تھی۔ یکایک فاران کی چوٹیوں سے ایک اور صرف ایک صدا بلند ہوتی ہے۔ ''یا ایھا الناس '' اے لوگو! اے انسانو! اے انسانیت کے چاہنے والو! اے انسانیت کے علم بردارو! ''قولوا لا اله الا الله تفلحوا '' کہ دو اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ کامیاب ہو جاؤ گے! انسانیت کی بقا وحدت میں ہے۔ وحدت کا راز وحدانیت میں ہے۔ بس اس کو مان جاؤ کہ والہانہ بندگی کے لائق تو تنہا اللہ ہے۔ اس کا اعتراف کر لو اور ہر طرح کی بیڑیوں سے آزاد ہو جاؤ! توڑ ڈالو سب زنجیریں! اس کے علاوہ اور کوئی نقطہ وحدت نہیں۔ جہاں ساری انسانیت مجتمع ہو سکے۔ اس کو چھوڑ کر انسانوں کو جوڑنے کے لئے جو معیار قائم کیا جائے گا۔ لازماً انسان اور انسان کے درمیان خلیج قائم ہو کر رہے گی۔ جسے انسان کبھی پاٹ نہ سکے گا۔

سب سے پہلے اسلام نے دنیا کو ''یا ایھا الناس '' کا سبق پڑھایا۔ ورنہ کہاں دنیا اتنی وسیع القلب تھی کہ کل انسانوں کو یکساں قرار دیتی۔ اس صدا نے ایک طرف قبائلی نخوتوں کے پرخچے اڑا دیئے۔ تو دوسری طرف قومی اور وطنی عصبیتوں کی دھجیاں بکھیر دیں۔ مظلوم انسانوں کے ہونٹوں کی مسکراہٹیں واپس کیں اور ظالموں کی آنکھوں کی پٹی کھول دی۔ دبی کچلی انسانیت کو ابھرنے کا موقع دیا اور یہ بتادیا کہ انسان ہونے کی حیثیت سے کوئی کسی سے بڑا نہیں۔ انسانیت کے اسی دین نے بلال حبشیؓ کو کعبہ کی چھت پر چڑھا کر یہ بتادیا کہ اس دین فطرت کو قبول کر کے انسان رفعتوں کے کتنے جہاں طے کر سکتا ہے۔ اسی دین نے گروہ انسانی کی تمام تقسیمات کو اپنی ٹھوکروں پر رکھ کر یہ بتادیا کہ انسان کی تقسیم صرف اچھے اور برے ہونے کی حیثیت سے ہے۔ اس کے علاوہ قائم کی جانے والی ہر تقسیم بجائے خود اس قابل ہے کہ اسے پاش پاش کیا جائے۔ فتح مکہ کا موقع ہے۔ بلال حبشیؓ کو حکم ہوتا ہے کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دو۔ فرمان کی تعمیل ہوتی ہے۔ وہ بلالؓ جسے مکہ کی گلیوں میں گھسیٹا جاتا تھا۔ اس شان سے کھڑا ہے کہ تمام مسلمانوں کا قبلہ اس کے زیر قدم ہے۔ نخوتوں کے ستون دھڑا دھڑ گرنے لگتے ہیں۔ عصبیت دم بخود ہے کہ یہ کیا ہوا؟ ایک طرف سے آواز آتی ہے۔ کیا محمد (ﷺ) کو اس کالے کوّے کے علاوہ کوئی اور نہ ملا؟ دوسری آواز اٹھتی ہے۔ اچھا ہوا میرا باپ اس روز بد کو دیکھنے سے پہلے ہی مر گیا۔ پیغمبر انسانیت، خاتم الانبیاء اور انسانوں کے محسن اعظم کو جوش آتا ہے اور زبان مبارک سے یہ کلمات جاری ہوتے ہیں اور ہمیشہ کے لئے انسانوں کی صرف ایک تقسیم عمل میں

آتی ہے۔ عربی، غیر عربی؟ نہیں! وطنی، غیر وطنی؟ بالکل نہیں! کالا اور گورا؟ ہرگز نہیں۔ اپنا اور پرایا؟ قطعاً نہیں! بلالؓ کعبہ کی چھت پر ہیں، اور کعبہ کے سائے میں انسانیت کا یہ محسن اعظم، اللہ کے گھر کا یہ پیغام عام کرتا ہے۔

''الحمدللہ الذی اذھب عنکم عبیۃ الجاھلیۃ وفخرھا بالاباء وتکبرھا، انما الناس رجلان: برتقی کریم علیٰ اللہ، وفاجر شقی ھین علیٰ اللہ'' ﴿تعریف صرف اللہ کی جس نے تم سے جاہلیت کی نخوت کا صفایا کردیا اور آباء واجداد پر فخر وتکبر کو بھی ختم کردیا۔ لوگ دو طرح کے ہیں۔ نیک، متقی اور اللہ کے نزدیک معزز، یا پھر بدعمل، بدبخت اور اللہ کے نزدیک نہایت ذلیل۔﴾

اسلام ہی ہے جس نے یہ بتایا کہ اللہ رب العالمین ہے تمام جہانوں کا پالنہار۔ ہر ایک کو پالنے والا، پوسنے والا اور پروان چڑھانے والا۔ ہر کوئی اس کا بندہ ہے اور جو بھی چاہے اپنے رب تک پہنچنے کا راستہ اختیار کرسکتا ہے۔ ''ان ھذہ تذکرۃ فمن شاء ذکرہ'' ﴿یہ تو ایک نصیحت ہے جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے۔﴾ رب سب کا ہے۔ راستے ہر ایک کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔ کسی پر کوئی پابندی نہیں۔ نہ اس تک پہنچنے کے لئے کسی سہارے کی ضرورت ہے۔ بس اس کی رسی تھام لو اور ترقی کی آخری معراج تک پہنچ جاؤ۔ کچھ دین کے ٹھیکیدار بنے ہوئے تھے جو سمجھتے تھے کہ ان سے رابطہ کئے بغیر رب تک پہنچنا ناممکن ہے۔ کچھ اور تھے جو مذہب کے اجارہ دار بنے ہوئے تھے۔ جن کے خیال میں وہی تنہا اللہ کے قرب کے مستحق ہیں۔ باقی تمام انسانوں کو ان کی خدمت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس اعلان نے ایسوں کی بساط ہمیشہ کے لئے لپیٹ دی اور دین پر تمام کا یکساں حق قرار پایا۔

اس مبارک دین نے تمام انسانوں کا ایک ماں باپ اور اولاد بتا کر ایک کو دوسرے سے جڑنا سکھایا اور دلوں کو محبت کے ساتھ دھڑکنا سکھایا۔ اس دین کا کوئی شعبہ لیجئے۔ ہر جگہ انسانیت کے پھول ملیں گے۔ انسان کی عزت نفس کو اس دین نے جس طرح مالا مال کیا ہے کہیں اور اس کی کیا مثال ملے گی؟ ایک اللہ کے سامنے سر جھکا کر کائنات کی ہر مخلوق کے سامنے اس کا سر اونچا رکھا۔ ''وسخر لکم ما فی السموٰت وما فی الارض جمیعاً منہ'' ﴿خاص اپنی طرف سے اللہ نے آسمان وزمین کی تمام چیزیں تمہارے لئے مسخر کردیں۔﴾

''لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا اللہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون'' ﴿نہ سورج کے سامنے سر جھکاؤ نہ چاند کے سامنے۔ بس اللہ کے لئے سجدہ ریز ہوجاؤ۔ اگر تم واقعی اس کی عبادت کرتے ہو۔﴾ وہ رحیم وکریم آقا جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لئے سارے جہاں کو مسخر کردیا۔ اگر تم اس سے وابستہ رہو گے تو آخر تمہیں کیوں عذاب دے گا؟

''ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وآمنتم وکان اللہ شاکراً علیما'' ﴿اگر تم اللہ کو مانو اس کا شکر ادا کرتے رہو تو آخر اللہ کو تمہیں عذاب دے کر کیا کرنا ہے؟ وہ تو اپنے بندوں کے کاموں کی قدر کرتا ہے اور سب جانتا ہے۔﴾

انسانیت کا یہ دین شاہراہ عالم پر کھڑا ہوا آج بھی انسانوں کو دعوت نجات دے رہا ہے۔ ہے کوئی اسے قبول کرنے والا؟

رمضان المبارک کے بعد یہ تبدیلی کیوں!

مولانا اعجاز احمد ندوی

رمضان شریف اپنی رحمتوں، برکتوں اور مغفرتوں کی بارش برسا کر رخصت ہوگیا۔ یہ مبارک مہینہ نہ جانے کتنوں کی قسمت سنوارنے اور نکھارنے کا ذریعہ بنا اور کتنے ایسے تھے کہ رمضان کا مبارک مہینہ آیا بھی اور گزر بھی گیا اور ان کو خبر بھی نہ ہوسکی۔ ایک ماہ تک مغفرت ورحمت کی بہار، خزاں رسیدہ زندگی کو تازگی بخشتی رہی۔ انہوں نے روزہ اور رمضان کو ایسے ہی گزارا جیسا کہ عام دنوں اور مہینوں کو بسر کرتے ہیں۔ کسب معاش اور جلب منفعت ہی ان کی حیات فانی کا شعار وشیوہ رہا۔

رمضان کے روزوں کی تاثیر، دلوں میں خوف خدا پیدا کرنا ہے اور یہ خوف عارضی اور وقتی نہیں بلکہ ہمہ دم باقی رہنے والا ہونا چاہئے۔ اگر رمضان میں روزہ رکھنے کی صورت میں ایک مسلمان عام ماحول بن جانے کے بعد بہت حد تک اپنے کو عام مہینوں کے مقابلہ میں گناہوں اور برائیوں سے بچالیتا ہے تو اس کو ہم یہ نہیں کہیں گے کہ اس پر روزہ کا اثر ہوا۔ بلکہ یہ تو اس مہینہ کی خصوصیات میں سے ہے۔ کیونکہ اس محترم ومعزز مہینہ میں اللہ تعالیٰ سرکش شیاطین کو پابند سلاسل کردیتے ہیں۔ جہنم کے دروازے بند اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ پھر رحمتوں اور برکتوں کا نزول رات دن ہوتا رہتا ہے۔ قرآن کی تلاوت ہوتی رہتی ہے۔ ذکر وغیرہ کا اہتمام ہوتا ہے تو یقینی طور پر ماحول بن جاتا ہے۔ بلکہ منجانب اللہ بنادیا جاتا ہے۔ تاکہ اصلاح قلب کی راہیں آسان ہوسکیں۔ گنہگار بندے خوب سے خوب تر بننے کا یہ موقع ضائع نہ کریں۔ پھر جب ایک ماہ کی نفس کشی، شہوات وخواہشات کی بیخ کنی کے بعد دلوں میں نور معرفت سما جائے۔ تاریک دل روشن ہوجائے اور اس میں اللہ کی یاد اس کی عظمت وجلالت کے ادراک واحساس کے ساتھ باقی رہ جائے تو یہی تقویٰ ہے۔ یہی مقصود صوم اور مطلوب اسلام ہے۔

مگر ہمارا حال اس کے برعکس ہوتا ہے۔ وہی مسلمانوں کی اکثریت جو رمضان میں مسجدوں سے قریب تھی قرآن سے اس کا ربط وتعلق قائم تھا۔ اذکار ونوافل اور تہجد وتراویح کا مزاج بنا تھا۔ خیرات وصدقات کی کثرت ہوگئی تھی۔ جن کی برکات سے اسلام میں تازگی آ گئی تھی۔ دنیا مسلمانوں کو ایک نئے روپ اور نئے عادات واطوار میں دیکھ رہی تھی۔ وہی نمازی روزہ دار ماہ رمضان ختم ہوتے ہی بالکل بدل گیا۔ مساجد ویران، قرآن کریم جزدانوں میں محفوظ کر کے زینت طاق بنادیئے گئے۔ ٹی وی کے سیٹ جو ڈھانک دیئے تھے پھر ان کو جھاڑ پونچھ کر ڈرائنگ روم میں سجادیا گیا۔ آپسی تنازعات اور باہمی جھگڑے جو موقوف کردیئے تھے پھر سے زندہ کردیئے گئے۔ رمضان کے احترام میں جو فحاشی کے اڈے بند تھے، ہوٹلوں پر چلمنیں پڑیں تھیں، سروں پر ٹوپیاں اور عورتوں کے سروں پر دوپٹے تھے اتار کر رکھ دیئے گئے۔ اس لئے کہ رمضان گزر گیا۔ پابندیاں اٹھ گئیں۔ لہٰذا اب ہماری زندگی ہر قسم کی مذہبی قیود اور شرعی حدود سے آزاد ہوچکی ہے۔

کاش ہم غور کرتے کہ رمضان کا روزہ محض ایک ماہ کی نیکی وتقویٰ کے لئے نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ اس کی غرض

وغایت یہ ہے کہ تقویٰ ہمارے اندر رچ بس جائے۔ ہماری زندگیوں میں انقلاب برپا ہوجائے۔ رمضان کے بعد صرف دوماہ دس دن کے بعد حج وقربانی کے ذریعے پھر اسی تقویٰ اور خدا سے ربط کو تازہ کیا جاتا ہے۔ احتساب نفس کا مہینہ رمضان اور اس کے روزہ کے بعد سب سے پہلا مرحلہ عظیم تر قربانی دینے کا ہے۔ کیونکہ اسی سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے دلوں میں اس پالنہار کی عظمت وجلالت کا ادراک کس حد تک ہے۔

یہ طے شدہ امر ہے کہ خوف وخشیت اسی کی ہوتی ہے جس کی عظمت وجلالت کا احساس وشعور ہو اور اسی کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کی طبیعت ہوتی ہے جس کی محبت دل میں قائم ہو تو اللہ سے محبت وتعلق کا ثبوت حج وقربانی ہے اور اس کی عظمت وجلالت پیدا کرنے کے لئے روزہ رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ یہی عظمت تقویٰ کی صفت سے ہمکنار کرتی ہے۔ روزہ شہوت کو توڑ کر شیطانی اثرات کو زائل کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی عظمت پیدا کر کے دلوں میں اس کی خشیت پیدا کرتا ہے جو انسان کو برائیوں، فحاشیوں سے روکتی ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ’’من صام رمضان ایمانا واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه‘‘ جس نے ایمان کے ساتھ احتساب نفس کرتے ہوئے روزہ رکھا اس کے گزشتہ تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جب تک ہم اپنا احتساب نہیں کریں گے اس وقت تک گناہوں سے بچنے کی فکر نہیں ہوگی۔ رمضان شریف کے بعد احتساب کو زندہ رکھنے، ایمان کی تازگی کو باقی رکھنے کی جتنی شدید ضرورت تھی اسی میں غفلت ہونے لگی ہے۔

کاش! کہ ہم مسلمانان عالم گزرنے والے رمضان شریف کے اثرات کو باقی رکھیں اور وہی ماحول وفضا قائم رہے جو رمضان میں تھی تو پھر انشاء اللہ ہمارے اوپر مظالم کی جو گھٹائیں چھائی ہیں، مصائب کی جو آندھیاں چل رہی ہیں وہ خود بخود ختم ہوجائیں گی اور اسلامی عظمت کا سورج اپنی شعاعوں سے کورچشموں کی بینائی کا سبب بن جائے جو اسلام دشمنی میں تمام سرحدیں پار کر چکے ہیں۔

بہاولپور میں علم وعرفان کی بارش

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عرصہ دراز سے یکم تا ۱۶؍رمضان المبارک بعد نماز فجر درس قرآن کی مجلس منعقد ہوتی ہے۔ اس محفل درس میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا عبدالرحمان میانویؒ، مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ، مولانا محمد حیاتؒ فاتح قادیان، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ شرکت فرماتے رہے ہیں اور اہلیان بہاولپور بڑے ذوق وشوق سے شرکت کرتے رہے ہیں۔ نہ وہ خطیب رہے اور نہ ہی وہ سامعین، تاہم آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ امسال ہونے والے دروس میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ، مولانا اللہ وسایا زید مجدہ، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی عطاء الرحمٰن، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر سمیت کئی ایک علماء کرام اور مبلغین ومقررین نے خطاب فرمائے۔ علماء کرام نے فضائل رمضان، فضائل قرآن، حجیت حدیث، مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، حیات اور رفع ونزول مسیح علیہ السلام، قادیانیوں کی ملک وملت کے خلاف سرگرمیوں کے انسداد کے لئے شاندار خطاب فرمائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین اور مرکزی رہنماؤں نے تجدید عہد کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت کے خاتمہ تک ختم نبوت کی تحریک جاری وساری رہے گی۔

حیا اور غیرت ایمانی!

ڈاکٹر عبدالحئی عارفی

اجزاء ایمان میں ایک بڑا اور اہم جزو شرم وحیا ہے۔ یہ ایک بڑا شعبہ ہے ایمان کا۔ حدیث شریف کا مضمون ہے کہ حیا ایمان کا نصف حصہ ہے جب یہ ختم ہو جاتا ہے تو دوسرا حصہ خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ ذرا غور کیجئے! اس زمانے میں مسلمانوں کے پاس حیا کہاں ہے۔ کس کے پاس ہے، معاشرہ کی لعنتوں نے حیا کا مفہوم ہی ہمارے ذہنوں سے نکال دیا ہے اور ہم کو اس کا ذرا احساس نہیں۔ نصف ایمان تو ڈھایا جاچکا ہے۔ پھر نصف کی بقا کی کیا صورت ہوگئی؟ کبھی آپ نے اس بات پر غور کیا ہے؟

اب ڈھونڈیئے چل کر حیا کہاں ہے؟ کس جگہ ہے۔ سب سے پہلے اپنی طرف نظر ڈالئے۔ آپ کے نفس نے آپ کو اس چکر میں ڈال رکھا ہے کہ آپ تھوڑے بہت دیندار آدمی ہیں۔ نماز، روزہ، فرائض اور واجبات ادا کر لیتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود کیا آپ نے غور کیا کہ آپ کہاں کہاں حیا سے کام لیتے ہیں؟ کہاں کہاں آپ کی نظر بہکتی ہے۔ خدا اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کی صریح خلاف ورزی دیکھ کر کب آپ کو غیرت آتی ہے۔ خلاف شرع کام کرنے میں کب خود آپ کو شرم محسوس ہوتی ہے؟ بلکہ اس کے برخلاف جانتے بوجھتے غیر شرعی باتوں میں کتنی رغبت اور دلکشی محسوس کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرتے ہوئے بھی جتنی غیرت ایمانی ہمارے پاس ہونی چاہئے وہ نہیں ہے۔

اب ہم اس کی کیا تشریح کریں؟ ہر شخص خود اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھ لے اپنی ہی ذات کو پہلے دیکھ لیں۔ پھر اپنے اہل وعیال پر نظر کریں۔ کیا ہمارے لڑکوں میں حیاء ہے؟ کیا ہماری لڑکیوں میں حیا وشرم ہے؟ حیا تو کہیں بھی نہیں ہے۔ شرم وحیا سے سب کے سب بیگانہ اور آزاد ہیں۔ نفس وشیطان نے سب سے پہلے ہماری حمیت اور غیرت ایمانی پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ ادھا ایمان تو جاچکا، اب اعمال وطاعات میں جان آئے تو کہاں سے؟

عورت کا سب سے بڑا شرف نسوانیت حیا ہے۔ جس عورت میں حیا نہیں اس میں نسوانیت ہی باقی نہیں۔ سارے جسم کا پردہ اب تو قریب قریب اتر گیا ہے، عقلوں پر پردہ پڑ گیا۔ اب لباس پوشاک ہی دیکھ لیجئے۔ کھلا ہوا سر اور سینہ، غیر محرموں سے بے محابا ملنا جلنا، حیا کا تو نام بھی باقی نہیں رکھا اور یہ بے حیائی کے مناظر آج اچھے خاصے دیندار اور شریف گھرانوں میں بھی عام ہیں۔ الا ما شآء اللّٰہ!

اس کثرت کی بے حیائی نے ہم کو بے حس بنا دیا ہے۔ نہ گھروں میں حیا وشرم دکھائی دیتی ہے اور نہ گھروں کے باہر، عورت کے منہ پر آج یہ الفاظ ہیں کہ وہ دن ختم ہوئے۔ جب عورت گھروں کی چاردیواری میں چھپی بیٹھی رہتی تھی۔ اب ہم بیدار ہوگئی ہیں۔ گھروں سے باہر نکلیں گے۔ ہر کام میں مردوں کا شانہ بشانہ حصہ لیں گے۔ ہم ہر طرح آزاد ہیں۔ ہم ترقی کی راہ میں مردوں سے آگے بڑھ کر اپنا مقام پیدا کریں گے۔" انا للّٰہ وانا الیہ راجعون "

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

اللہ کے محبوب نبی ﷺ نے جس کی پیشین گوئی فرمائی تھی وہ زمانہ آ چکا۔ سب سے زیادہ حصہ دوزخ میں عورتوں کا ہوگا۔ خدا کا قانون نافذ ہو چکا اس کو کوئی نہیں بدل سکتا۔ اب یہ سب عورتیں آزاد ہیں۔ نفس اور شیطان جس طرف بھی انہیں لے جائے اور مردوں کا یہ عالم ہے کہ وہ خود عورتوں کی اس بے پردگی اور مغربی وضع قطع کے دلدادہ ہیں اور اس کو تہذیب حاضر کا امتیاز سمجھتے ہیں۔ یاد رکھو ایسے لوگوں کا ایمان خطرے میں پڑ گیا ہے۔

شیطان نے لاکھوں برس خدائے پاک کی عبادت کی۔ لیکن جس وقت حضرت آدم علیہ السلام کو خدا نے پیدا کیا تو یہ صاحب ہاتھ ملنے لگے کہ اب خدا کا خلیفہ پیدا ہو گیا۔ لیکن جب عورت کی تخلیق ہوئی تو انہوں نے خوشی کے مارے بغلیں بجائیں کہ اب میرا کام ہو گیا یہی میرا آلہ کار بنے گی۔

رحمتہ للعالمین ﷺ فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کو پکڑ پکڑ کر گھسیٹتا ہوں اور لوگ زور وشور سے دوزخ کی طرف بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ یہ سب اس وقت کے حالات پر صادق آ رہا ہے۔ بات نصف ایمان کی ہو رہی تھی کہ حیا و شرم کو کہاں کہاں تلاش کرو گے؟ چلو ڈھونڈ و چل کر۔ اپنی ذات کا جائزہ لے لیا۔ اپنے اہل و عیال پر نظر ڈال لی۔ اب ذرا گھر سے باہر جھانک کر دیکھو۔ اسکول، کالجوں میں مخلوط تعلیم، جوان لڑکے جوان لڑکیاں، سر کھلا، سینہ کھلا، نیم برہنہ لباس شرم وحیا سے بے نیاز، بے باکانہ آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ اس طرح تمام تعلیم گاہیں ایمانی و اسلامی حمیت و غیرت سے بیگانہ ہو چکی ہیں اور اس کو تہذیب حاضر کا سرمایہ ناز سمجھا جاتا ہے۔ کوئی ان سے پوچھے کیا تم مسلمان ہو اور کیا اسلام کا یہی تقاضہ ہے؟

تجارت گاہوں پر نظر ڈالو، ناقص اشیاء، چور بازاری، ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی کا بازار گرم ہے۔ ان لوگوں میں انسانی محبت و غیرت کا شائبہ تک نہیں۔ دفاتر میں جا کر دیکھ لو، دھڑلے کے ساتھ بہ بانگ دہل رشوتیں لی جا رہی ہیں۔ مخلوق خدا کو ستایا جا رہا ہے۔ کیا ان کے پاس شرم و غیرت کا نام بھی ہے؟ جو محکمے عوام الناس کی فلاح وحفاظت کے تھے چاہے وہ ہسپتال ہوں، میونسپل ادارے ہوں، عدالتیں ہوں، ان سب میں حقوق تلفی، ستم رانی اور ظلم کا دور دورہ ہے۔ شرم و حیا سب مٹ گئی ہے۔ نہ شرافت ہے نہ انسانیت، نہ ایمان ہے نہ اسلام، یوں کہنے کو سب مسلمان ہیں۔ یہ سب سے زیادہ عبرت کی بات ہے کہ وہ ادارے جو ملک کے عوام کی راہ حیات متعین کرنے اور ان کی ترقی و بہبود کے ذمہ دار کہلاتے ہیں وہ بھی غیرت اسلامی بلکہ شرافت انسانی سے یکسر عاری ہیں۔ ان کو برائیوں کے روکنے کی ہمت ہے، نہ غیرت۔ بلکہ اس کے برعکس ان کے دماغ مغربی تہذیب و تمدن سے ماؤف ومسموم ہو چکے ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب خداوند تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل فرماتے ہیں تو ان کی عقلیں سلب کر لیتے ہیں۔ ہر بری چیز ان کو اچھی معلوم ہوتی ہے۔ ہر بربادی کے سامان میں ان کو بہتری نظر آتی ہے۔ وہ نعوذ باللہ اسلامی شعائر و شعور کو اس زمانے میں ناقابل عمل سمجھتے ہیں اور اپنی شومئی قسمت سے اسلامی دستور کو بھی مغربیت اور لادینیت کے سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں۔ دوسروں پر بھی وہی مسلط کرنا چاہتے ہیں۔

خود تو ڈوبے ہیں صنم، تم کو بھی لے ڈوبیں گے

اب میں کہاں تک تشریح کروں۔ ہر شخص خود بحیثیت ایک مؤمن اور مسلمان کے اپنے اعمال کا اپنے کردار واطوار کا خود جائزہ لے کہیں بھی اسلامی وایمانی محبت کا شائبہ تک نہیں۔ ہم آپ لوگ جو کچھ نماز، روزہ، صدقہ اور تلاوت کر لیتے ہیں۔ پھر بھی اپنے ماحول سے اتنے متاثر ہیں کہ اس بے حیائی کے خلاف آواز نہیں اٹھا سکتے۔ اتنے بے حس ہوتے جارہے ہیں کہ اس بے حیائی کو روکنے کے لئے کسی کو بھی توجہ نہیں ہوتی اور یہ بڑے خطرہ کی بات ہے۔

ہمارا آدھا ایمان تو ماؤف ہو چکا ہے۔ ہم بڑے دھوکے میں ہیں۔ اگر کچھ عبادات طاعات کا موقع خدا نے دے دیا تو سمجھتے ہیں یہ سب کچھ ہے۔ اس میں تو شک نہیں کہ اس زمانے میں اتنا کچھ بھی بہت کچھ ہے۔ مگر بندہ نواز! ذرا سوچئے تو سہی آپ کو ایک سو روپے کا نوٹ دے دیا جائے اس کے ایک طرف سارے نقش ونگار اور نوٹ کی تمام تر خصوصیات موجود ہوں اور دوسرے طرف آپ پلٹ کر دیکھیں تو کورا کاغذ۔ تو جناب اس نوٹ کا کیا کریں گے؟ اس نوٹ کی کیا قیمت ہے؟ کیا یہ ردی کی ٹوکری کی زینت بننے کے قابل نہیں؟ کیا یہ پھاڑ ڈالنے اور جلا دینے کے مطلب کا نہیں؟

تو صاحبو! پھر ہمارے اس ایمان کی کیا قیمت ہوگی۔ جس کا نصف حصہ یعنی شرم وحیا ہم سے بالکل ہی حذف ہو چکا ہو، ہم دوسری طرف سے بالکل کورے ہوں تو ان اعمال کا کیا وزن ہوگا؟ خدائے پاک کے سامنے کیا لے کر جاؤ گے۔ کیا منہ دکھلاؤ گے اس پر بھی غور کیا؟

دنیا میں جتنی بھی بری چیزیں ہیں۔ جتنی بھی گمراہیاں ہیں ساری کی ساری شروع ہوتی ہیں بے حیائی اور بے شرمی سے۔ ہم کیسے غافل ہیں کہ نہ ہم کو ان اعمال سے ڈر معلوم ہوتا ہے کہ جس میں ہم مبتلا ہیں نہ ان اعمال سے جس میں ہمارے اہل وعیال ہمارا ماحول سب مبتلا ہیں۔ کیا وزن ہوگا۔ ہمارے اس آدھے ایمان کا جس میں سے شرم وحیا کا بنیادی جزو نکل گیا ہو۔ ذرا سوچ کر بتاؤ کون سے ایسے مواقع ہیں جہاں تمہاری گردن شرم سے جھک جاتی ہو؟ غور تو کرو کتنے فیصد ایسے مواقع ہیں۔ جہاں خدا اور رسول اللہ ﷺ کے احکام توڑتے ہوئے ہم کو کچھ بھی شرم محسوس ہوتی ہو۔ ہمارا خیال ہے کہیں نہیں۔ پھر جو یہ عذاب الٰہی نازل ہو رہا ہے۔ یہ گرانیاں بڑھ رہی ہیں۔ یہ مظالم ہو رہے ہیں۔ یہ ناانصافیاں ہو رہی ہیں۔ یہ انتشار وخلفشار ہو رہا ہے۔ ہماری جان ومال کا تحفظ ختم ہو چکا ہے۔ یہ جو ہماری آبرو وعزت مٹ گئی ہے۔ یہ جو ہم کو ہمارے قوم وملک کو ذلت اٹھانی پڑ رہی ہے۔ یہ جو ہماری شرافت انسانی ختم ہو چکی ہے۔ اتنی باتیں ہوتے ہوئے بھی ہم کس پر مطمئن ہیں؟ کیا اور کوئی انقلاب نہیں آسکتا۔ کیا ہم دنیا کی بربادیوں سے اور آخرت کے مواخذہ سے بچ سکیں گے۔ حشر کے دن جو عذاب ہوگا اس کا تو ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہیں دنیا میں جو عذاب ہو رہا ہے اس کو ہی دیکھ کر عبرت حاصل کر لو۔ خدا کا قانون جاری ہو چکا ہے۔ اس کو کوئی نہیں روک سکتا۔ عذاب الٰہی آ کر رہے گا۔

ارے کچھ اعمال ہماری زندگی میں ایسے ہوں گے جن کی وجہ سے اللہ پاک کے فضل وکرم سے ہم علانیہ

عذاب میں مبتلا نہیں ہوئے۔مگر وبال اور شامت اعمال کیا کچھ کم ہیں۔کیا خدا اور اس کے رسول ﷺ کے اعلانات پر یقین نہیں۔ حشر کے دن شافع محشر ﷺ تمام مؤمنین کو اپنے دست مبارک سے جام کوثر عطاء فرمائیں گے۔ایک طبقہ مسلمانوں کا آئے گا اور عرض کرے گا یا رسول اللہ ﷺ ہم بھی آپ کے امتی ہیں۔ہمیں بھی جام کوثر عطاء فرمائیے۔اس پر فرشتے کہیں گے یا رسول اللہ ﷺ یہ ہرگز آپ کے امتی نہیں ہیں۔ یہ نام کے مسلمان تھے۔انہوں نے دین کو مسخ کر دیا تھا اور نئی باتیں ایجاد کیں۔ یہ دین کا مذاق اڑاتے تھے۔آپ فرمائیں گے دور ہو جاؤ، میرے سامنے سے ہٹالوان کو میرے سامنے سے، یہ وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا معاشرہ اپنی وضع قطع سب کفار سے ملالی ہوگی اور آپ کے احکام شرعیہ کی بے حرمتی کی ہوگی۔

آج ہم اپنی زندگی پر نظر ڈالیں کیا ہم اپنی وضع قطع، اپنے پوشاک لباس سے، اپنی رفتار گفتار سے، اپنے اخلاق کردار سے، کچھ اسلامی حدود کی پابندی کر رہے ہیں۔ان کم بخت یہودی، نصرانی طاقتوں نے میٹھا زہر دے کر ہماری عقلوں کو ماؤف کر دیا ہے۔ ہم کو گندگی میں ملوث کر دیا ہے۔ ہمارے دین کی جڑیں کھوکھلی کر دیں۔ہم کو اپنے مذہب سے بیگانہ کر دیا ہے اور پھر کتنے شرم کی بات ہے کہ وہ خود بھی کہتے ہیں اور ہماری زبانوں سے بھی کہلوادیا کہ کہاں ہے تمہارا اسلام چودہ سو برس پہلے کا ذرا وہ آج کے زمانہ میں لا کر تو دکھلاؤ۔وہ تو آج کے زمانے میں قابل عمل ہی نہیں۔نعوذ باللہ!

غیر اسلامی اعمال میں اتنی لذت آئی کہ اپنی پاکیزگی طہارت سب کچھ بھول گئے۔اب اس کا مزہ بھی یاد نہیں رہا۔آج خود ہم پاکی اور طہارت کو ناقابل عمل کہتے ہیں۔جیسے جمعدار...... کہ گٹر صاف کرتے کرتے ان کے دماغ میں ایسی بو بس گئی ہے کہ کتنی بھی بدبو ہوان کو ذرا ناگواری نہیں ہوتی۔ بلکہ اسی بدبو میں وہ ہنستے کھیلتے کھاتے پیتے رہتے ہیں اور اپنے کام میں منہمک رہتے ہیں۔ان کے پاس سے گذرنے والوں کو ایک لمحہ اس تعفن میں ان کے پاس کھڑا رہنا گوارہ نہیں۔لیکن وہ اس کے خوگر ہو چکے ہیں۔ایسے ہی ہم آج خوگر ہو چکے ہیں ان خواہشات منکرات کے راگ رنگینوں کے، فلم تصاویر کے، محرم نامحرم کے اختلاط کے، حلال وحرام سے بے نیاز، پاکیزگی اور طہارت سے محروم، گندگی میں ملوث اور نفسانی شیطانی ناپاک ونجس لذات میں اتنے محو ہو گئے ہیں اور بے حسی اتنی ہے کہ یہ گندگیاں ذرا بری معلوم نہیں ہوتی۔ہم خود پاک اور طیب زندگی کو ناقابل عمل کہنے لگے۔"انا للہ وانا الیہ راجعون"

آپ نے جائزہ لے لیا متذکرہ بالا باتوں کا۔اب اس کو سن کر اور دیکھ کر ہی رہ جانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کو اپنے اوپر ڈھالنا ہے۔ کچھ نہ کچھ تغیر کرنا ہے اپنی زندگی میں۔ یہ کہہ دینا کہ ہمارا ماحول اور معاشرہ شیطانی ہے یہ کیسے بدلے گا یہ خود ایک شیطانی وسوسہ ہے۔ یہ بڑی کم ہمتی کی بات ہے۔تم خود اپنی ذات میں تغیر پیدا کرلو۔ کیوں فکر میں پڑتے ہو سارے جہاں کی بس ذرا ہمت سے کام لو۔اللہ پاک ایسی راہیں کھول دیں گے جن کا وہم وگمان بھی ہم کو نہ ہوگا۔اگر ہوش سے کام لو تو جو قدم مغضوبین اور ضالین کے دائرے میں چلے گئے ہیں وہ بھی واپس آسکتے ہیں۔تمام معاشرے کی گندگیاں چھوڑنے میں ہم کو بے اختیاری نظر آتی ہے۔لیکن ایسی عقل ماؤف ہو جانے کے بعد کیا ناپاکیاں پاک ہو جائیں گی یا پاک چیز پاک نہ رہے گی؟

بس کرنے کا کام یہ ہے کہ صرف اپنی ذات سے اور پھر اپنے اہل وعیال سے شروع کرو۔ پہلے ان ناپاکیوں سے عقلاً پھر طبعاً نفرت پیدا کرو۔ خدا کے سامنے پیش ہونے کا استحضار کرو، آخرت کا خوف پیدا کرو۔ معاشرہ کے ہلاکت خیز انجام کو سامنے رکھو۔ پھر اس کے مقابل طیب پاک چیزیں لاکر اس کے انوار وبرکات کا ذرا ان سے موازنہ کرو۔ انشاءاللہ خود ہی ان چیزوں سے نفرت پیدا ہو جائے گی۔

پہلے اس کے خلاف کچھ نفرت تو پیدا کرلو پھر اچھے اعمال طیب اور پاک زندگی کے حصول کے جذبات پیدا کرو۔ اگر نہیں چھوٹیں گے تو نہ چھوڑ نا تم کم ازکم اس کی برائیاں اور بے غیرتیاں ایک ایک کر کے سامنے تو لاؤ۔ ان کے ہلاکت خیز انجام ان سے پیدا ہونے والے دنیا اور آخرت کی بربادی کے نتائج اور اس سے اٹھنے والی تعفن کا تو ادراک کرلو۔ فی الحال طبیعت اس کو قبول نہیں کرے گی۔ عقل سے تو سمجھو سمجھاؤ اس کی اہمیت کو۔

حیا کی خاصیت تواضع اور انکساری ہے۔ جتنی بے حیائی بڑھتی جائے گی اتنی تواضع اور انکساری ختم ہوتی جائے گی۔ حیا اور غیرت جزو ایمان ہے۔ اس کے بغیر ایمان ہی مکمل نہیں ہوتا۔ اس حقیقت کو تو اپنے دل میں راسخ کرو۔ حیا اور شرم حفاظت کرتے ہیں ایمان کی۔ جب یہی ختم ہوچکی تو پھر شکایت کس سے کہ ہمارا ایمان ضعیف ہوگیا۔ کم ازکم تصور اور تخیل کو تو پہلے مضبوط کرلو۔ کن کن امور میں ہم بے حیا ہوگئے ہیں۔ ان کو سامنے لاکر ان سے نفرت تو پیدا کرو۔ جب کوئی چیز گم ہو جاتی ہے تو اس پر ’’انا للہ وانا الیہ راجعون ‘‘پڑھتے ہیں۔ بس ہماری شرم وحیا، شرافت انسانی کا بڑا گرانقدر سرمایہ ایمانی ہم سے مفقود ہوچکا ہے۔ اس کے لئے بارگاہ الٰہی میں عجز ونیاز سے ’’انا للہ وانا الیہ راجعون ‘‘پڑھو اور پھر توبہ استغفار کرتے رہو۔ اپنی بے چارگی اپنے رب کے سامنے پیش کرو اور پھر خدا سے مانگو، خوب مانگو رو رو کر مانگو اس طرح تمہاری قوت ایمانیہ میں جان پڑے گی۔ قوت مدافعت پیدا ہوگی اور تم اس طرح خواہشات منکرات کا مقابلہ کرسکو گے۔ یہ تصور سامنے رکھ کر مانگو کہ ہمارے اعمال کا سکہ ایک طرف سے بالکل کورا ہے۔ اس کی کیا قدروقیمت ہوگی۔ حالات کیسے ہی ناگفتہ بہ ہوں اللہ پاک ایسے ہی غفور ورحیم اور قادر مطلق ہیں کہ حالات کو بدلنے کے لئے ان کو ذرا دیر نہیں لگتی۔ ان کی بارگاہ میں عرض کرو مناجات کرو ندامت کے ساتھ مانگو۔

یا اللہ ہماری بے غیرتی کو معاف فرمادیجئے اور ہمارے اہل وعیال تمام مسلمان بھائیوں کو معاف فرمادیجئے۔ ہماری قوم کو اس بے حسی اور غفلت کا احساس عطا فرمادیجئے۔ یا اللہ جن لعنتوں میں ہم گرفتار ہیں ان سے ہم کو رہائی دلائیے۔ ہم کو شامت اعمال سے بچا لیجئے۔ معاشرہ کی ہلاکت خیزیوں سے ہم کو بچا لیجئے۔ شرم وغیرت اسلامی حمیت ہمارے دلوں میں عطاء کیجئے۔ ہم کو دشمنان دین اور نفس وشیطان کے دھوکے سے بچا لیجئے۔ ہم کو دنیا وآخرت کی ہلاکت وبربادی سے بچا لیجئے۔ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائیے۔ ہماری قوم کے غیور جوانمرد جو ہماری بے حمیتی اور بے غیرتی کی وجہ سے کافروں کی قید وبند میں سختیاں برداشت کررہے ہیں ان کو رہائی عطاء فرمادیجئے۔ ہمارے ہر طبقے کے لوگوں کو ہدایت عطاء فرمادیجئے۔ ہماری زندگیوں کو خوشگوار بنا دیجئے۔ ہم کو حیات طیبہ عطاء فرمادیجئے۔ ہماری جملہ حاجات کو پورا فرمادیجئے۔ ہم کو اسلام پر قائم اور خاتمہ ایمان پر فرمائیے۔ آمین ثم آمین!

حضرت مولانا غلام فریدؒ کا وصال!

مولانا اللہ وسایا

۳/اگست ۲۰۰۹ء سوموار رات ۹ بجے دریا خان میں مولانا غلام فرید صاحب انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! دریا خان دریائے سندھ کے ایک کنارے پر، ڈیرہ اسماعیل خان دوسرے پر واقع ہیں۔ دریا خان پہلے میانوالی ضلع کا حصہ تھا، اب بھکر کے حصہ میں ہے۔ دریا خان کے قریب ایک دیہات کا نام دریا حسن شاہ ہے، وہاں پر ایک پرانی طرز کے حافظ مہر علی صاحب تھے۔ اللہ رب العزت کا ان پر ایسا کرم تھا کہ اس دورافتادہ ریتلے گاؤں میں بیٹھ کر انہوں نے سینکڑوں بچوں کو قرآن مجید کا حافظ بنایا۔ جو آج بھی آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔ ۱۹۳۹ء میں آپ کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا، جس کا آپ نے غلام فرید نام رکھا، جو بعد میں حضرت مولانا غلام فرید صاحب کے نام سے معروف ہوئے۔

مولانا غلام فرید نے ابتدائی تعلیم مدرسہ نعمانیہ صالحہ ڈیرہ اسماعیل خان میں حاصل کی، پھر کبیر والا ضلع خانیوال کے گاؤں نتر ہال میں استاذ الاساتذہ حضرت مولانا منظور الحقؒ صاحب کے پاس مزید فنون کی تعلیم حاصل کی، پھر کراچی کی مشہور عالم درس گاہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور فقیہہ وقت حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحبؒ سے دورۂ حدیث شریف کی تعلیم حاصل کی۔

۱۹۶۵ء میں آپ نے فراغت حاصل کی، اپنے والد گرامی حافظ مہر علی اور اپنے استاذ حضرت مولانا علاؤالدین صاحب کے مشورہ پر دریا خان کی جامع مسجد گلزار میں خطیب مقرر ہوگئے، اس کے ملحقہ کمروں میں دینی تعلیم کا آغاز کیا، امامت، خطابت، درسِ قرآن، تدریس، لوگوں کی دینی مسائل میں راہنمائی کا فریضہ سرانجام دینے لگے۔ جامع مسجد گلزار اوقاف کے کنٹرول میں آئی تو پھر بھی آپ وابستہ رہے۔ نمازیان، علاقہ بھر کے عوام میں تو احترام تھا ہی اب محکمہ اوقاف کے افسران بھی آپ کی امانت، دیانت، تبحر علمی کے سامنے سرنگوں ہونے لگے۔ اوقاف میں مدت ملازمت پوری ہوئی، آپ نے ریلوے لائن کے دوسرے کنارے محلہ رام چند میں جگہ خریدی، دارالعلوم فاروقیہ اور مسجد کی بنیاد رکھی، محلہ کا نام بھی رام چند سے محلہ فاروق اعظم ہوگیا، اس علاقہ کے بھاگ جاگ اٹھے، علاقہ بھر سے کشاں کشاں طالب علموں کی فوج درفوج شریک درس ہونے لگی، آپ نے بھی درجہ بدرجہ مدرسہ کو موقوف علیہ تک پہنچادیا۔

مولانا اصولی و بنیادی طور پر مدرس تھے۔ تدریس میں افہام وتفہیم کا قدرت نے آپ کو ملکہ دیا تھا، خطابت میں ہمیشہ عوام، مسلمانوں کی خیرخواہی مدنظر رہی، آپ بہت ہی معتدل مزاج عالم دین تھے، درمیانہ ابھرتا ہوا قد، گندم گوں رنگ، کھلا چہرہ، خوبصورت داڑھی، دانتوں میں ہلکا سا خوبصورت درمیان میں وقفہ تھا، جس نے خوبصورتی میں اور اضافہ کردیا، سر پر ہمیشہ کپڑے کی ٹوپی رکھتے۔ خوبصورت خمدار لمبے بال بہت اچھے لگتے تھے، گفتگو

دھیمی کرتے، جو بات کرتے پتے کی کرتے، مزاج میں نرمی اور موقف میں پختگی تھی، سیاسیات میں ہمیشہ جمعیت علماء اسلام سے وابستہ رہے، مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ سے گہرے مراسم تھے۔ بیعت کا تعلق حضرت قبلہ مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم سے تھا، وفات سے ایک روز قبل یکم اگست کو حضرت قبلہ سے خانقاہ سراجیہ میں ملاقات کر کے آئے، مبالغہ نہ ہوگا کہ ہر ماہ بغیر ناغہ کے حضرت قبلہ سے ملنے کے لئے ضرور تشریف لے جایا کرتے تھے، بھکر کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا محمد عبداللہ دامت برکاتہم سے محبت و احترام کا رشتہ تھا۔

درمیان میں کچھ عرصہ اپنی مادر علمی مدرسہ نعمانیہ صالحہ ڈیرہ اسماعیل خان میں اپنے استاذ محترم یادگار اسلاف حضرت مولانا علاؤالدین مدظلہ کے حکم پر ترمذی شریف کا بھی سبق پڑھاتے رہے، قدرت نے آپ کو علم نافع عطا فرمایا تھا۔ فقیر راقم کی آپ سے ملاقات ۱۹۶۸ء میں ہوئی، جب مجلس کا مبلغ بنا اور پہلا تبلیغی سفر ضلع میانوالی کا ہوا، کوٹ ادو سے چکڑالہ تک جن حضرات سے ملاقاتیں ہوئیں۔ خصوصیت سے کلورکوٹ کے بزرگ راہنما حضرت حافظ سراج دین اور حضرت مولانا غلام فرید سے تو گویا نیازمندی کا رشتہ قائم ہوگیا۔ پہلے حافظ صاحب راہی ملک عدم ہوئے۔ اب حضرت مولانا غلام فرید بھی چل بسے۔ کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔ آپ کے ایک صاحبزادے عالم دین اور دارالعلوم فاروق اعظم میں آپ کے جانشین اور دوسرے قاری صاحب جو حفظ کی کلاس کو پڑھاتے ہیں۔ ۳/اگست کو عشاء کے قریب دل کی تکلیف ہوئی، منٹوں، سیکنڈوں میں ایک جہان سے دوسرے جہان کا سفر کر ڈالا، آپ کے ساتھ بہت ساری یادداشتیں وابستہ تھیں، صحیح معنیٰ میں عالم ربانی تھے۔ حق تعالیٰ شانہ بال بال مغفرت فرمائیں اور درجات عالیہ نصیب ہوں، اگلے روز بہت بڑا جنازہ ہوا، ۸۰ فیصد علماء کرام حاضرین میں شامل تھے۔ ''قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری'' آپ کے استاذ محترم حضرت مولانا علاؤالدین نے جنازہ کی امامت فرمائی، ریلوے لائن دریا خان کے قریب عیدگاہ قبرستان سے روز جزاء اٹھیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے ادارہ وورثاء کے حامی وناصر ہوں۔ آمین بحرمة النبی الکریم!

جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اپنے قائم کردہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ میں گاہے بگاہے مختلف فرقوں اور مذاہب کی معلومات رکھنے والے مناظرین اور سکالرز کو بلا کر اپنے طلباء کی تیاری کا اہتمام فرماتے۔ ہمارے مخدوم مفتی احمد الرحمٰن کے عہد اہتمام میں دورہ حدیث سے فارغ ہونے والے علماء کے لئے تقابل ادیان کا امتحان لازمی قرار دے دیا گیا۔ چنانچہ شعبان، رمضان میں ''دورہ تدریبیہ'' بنوری ٹاؤن میں منعقد ہوتا ہے۔ امسال بھی ہوا، ساڑھے پانچ صد طلباء نے اس سال فراغت حاصل کی۔ پورے ملک میں وفاق سے اوّل، دوم، پوزیشن جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے فارغ التحصیل علماء نے حاصل کی۔ فالحمد للہ!

حضرت مولانا علی شیر حیدریؒ!

مولانا اللہ وسایا

۱۷/ اگست ۲۰۰۹ء دو بجے رات مولانا علی شیر حیدری شہید کر دیئے گئے۔ حق تعالیٰ شانہ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین!

بلوچوں کی ایک قسم چانڈیہ ہے، اس کی ایک شاخ جھانوری کے معروف فرد جناب اللہ وارث کے گھر ۱۹۶۴ء میں ایک بچہ پیدا ہوا، جس کا انہوں نے علی شیر نام رکھا، جو بعد میں مولانا علی شیر حیدری کے نام سے دنیا میں جانے پہچانے گئے۔ مولانا علی شیر حیدری نے مختلف اساتذہ کے پاس دینی تعلیم حاصل کی اور کل پانچ، ساڑھے پانچ سال کے عرصہ میں دورۂ حدیث شریف تک کی تعلیم مکمل کر کے فارغ التحصیل عالم دین بن گئے۔

آپ کے معروف اساتذہ میں مولانا علی محمد حقانی لاڑکانہ، مولانا غلام محمد میمن کلاب ضلع خیر پور، مولانا عبدالہادی استاذ الحدیث دارالہدیٰ ٹھیڑی و جامعہ اشرفیہ سکھر، حضرت مولانا مفتی غلام قادر صاحب شیخ الحدیث دارالہدیٰ ٹھیڑی شامل ہیں۔ اسی جامعہ دارالہدیٰ سے مولانا نے دورۂ حدیث شریف کی سند حاصل کی۔ عام طلبا دس بارہ سال میں جو علوم حاصل کرتے ہیں وہ آپ نے ساڑھے پانچ سال میں حاصل کر لئے، اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ قدرت نے آپ کو کتنا ذہین بنایا تھا۔

قد متوسط، خندہ رو، انتہائی وجیہہ، رنگ گورا، جسامت لحیم وشحیم، سر چوڑا اور موٹا (موٹے سر، سرداراں دے) ان پر خوبصورت گھنے بال، کانوں کی لو تک، سر پر ہمیشہ سیاہ رنگ کی پگڑی، دور کی نظر کا چشمہ، چشم آہو پر سجائے، چال ڈھال میں بول چال میں عالمانہ وقار، یہ تھے حضرت مولانا علی شیر حیدریؒ، عاش سعیداً ومات سعیداً، بیس پچیس سال قبل فقیر راقم نے خیر پور ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے موقع پر پہلی بار آپ کی زیارت کا شرف حاصل کیا، جب آپ کی داڑھی میں ایک بال بھی سفید نہ تھا۔ مولانا مرحوم مہمان نوازی کا فرض نبھاتے ہوئے۔ ملاقات کے لئے قیام گاہ پر تشریف لائے، جلسہ کے شروع میں ایک ساتھ اسٹیج پر تشریف لے گئے، تھوڑی دیر بعد واپس تشریف لے گئے۔ مولانا حق نوازؒ کی شہادت کے بعد مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ، مولانا علی شیر حیدریؒ کی دعوت پر خیر پور تشریف لائے۔ آپ کو اپنی جماعت میں شمولیت کی دعوت دی، قبول کرنے پر صوبہ سندھ کی امارت ان کے سپرد کر دی گئی۔ یہ ۱۹۹۰ء کے لگ بھگ کی بات ہوگی۔ مولانا نے گوجرانوالہ میں مختصر عرصہ اسیری میں قرآن مجید حفظ کیا۔ مولانا علی شیر حیدریؒ ایک متبحر عالم دین تھے۔ قدرت نے انہیں نکتہ رس ذہن نصیب کیا تھا، ادنیٰ سی مناسبت سے استدلال کرنا ان پر ختم تھا۔ بلا کے خطیب تھے، ان کا بیان علمی معلومات کا بھرپور مرقع ہوتا تھا، بات کرنے اور سمجھانے کا ان کو ڈھنگ آتا تھا، ان کی گفتگو میں چاشنی ہوتی تھی اور سامعین کو ساتھ لے کر چلتے تھے، ان کی بات دل سے نکلتی تھی، دل پر اثر کرتی تھی۔

مولانا سے اختلاف رائے کیا جا سکتا ہے لیکن آپ کی محنت اور اپنے کاز سے لگاؤ وہ ہر قسم کے شک وشبہ

سے بالاتر ہے۔ مولانا اس وقت اپنے میدان کے میر کارواں تھے، مولانا حیدریؒ جس موضوع پر بولتے تھے، دلائل کے موتیوں کے خزانہ کا منہ کھول دیتے تھے، ان کی آواز میں رعب تھا، کڑک تھی، رہی گفتگو میں روانی تو وہ بجلی کی روسے کیا کم ہوگی، مولانا سے بارہا مختلف مواقع پر زیارتوں کا شرف حاصل رہا، ایک بار جھنگ میں ان کی جماعت کی میٹنگ تھی، اس موقع پر چناب نگر میں ختم نبوت کانفرنس تھی، جھنگ میں ان کے جماعتی رفقاء نے عرض کیا کہ ختم نبوت کانفرنس میں جماعت کی نمائندگی آپ کردیں، مان گئے، ہمیں اطلاع تک نہ تھی، ان کے کارکنوں کا اپنی قیادت سے رابطہ کا مضبوط نیٹ ورک ہے، اپنی قیادت کے آنے پر تمام ضابطوں سے بالا طاق ہوکر، جلسہ والوں کی مجبوری کو درخور اعتناء نہ سمجھنا، خوب زوردار اچھل کود کے ساتھ فلک شگاف نعروں سے قیادت کا استقبال ان کارکنوں کا ٹریڈ مارک ہے، لیجئے صاحب! ایک طوفانی و ہیجانی کیفیت میں ان کی آمد پر کانفرنس کا جاری اجلاس بھی افراتفری کا شکار، معلوم کیا کہ کیا ہوا؟ پتہ چلا مولانا حیدریؒ، مولانا فاروقیؒ تشریف لائے ہیں۔ اجلاس بحال کیا، ملنے کے لئے مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر کے کمرہ نمبر ۴ میں گئے، دروازوں پر کارکنوں کی دھکم پیل، ہر کارکن اپنی قیادت کے سامنے پر خلوص حاضری لگوانے، شرف زیارت حاصل کرنے کا متمنی، ان کی جانے بلا کہ کون آرہا ہے؟ کون ملنا چاہتا ہے؟ قیادت سے محبت ہو تو ایسی والہانہ، قلبی اور پرُ خلوص، خیر کسی ساتھی نے پہچان لیا کہ میاں ان کے ملنے کا بھی حق تسلیم کرلو، تب اندر جانے کی اجازت ملی۔ قائدین سے پرُ خلوص معانقے ہوئے، انہوں نے ہمارے چہروں سے حیرت کو بھانپ لیا اور فرمایا: جھنگ میٹنگ تھی، ساتھیوں نے کہا، چلا آیا، ہماری حیرت دور ہوئی، اب قلبی وساوس پھانک کی طرح اٹکے ہوئے کہ مولانا دوسرے محاذ کے جرنیل، ہمارا اسٹیج اور اس کی نزاکت، موضوع کی پابندی؟ مولانا خوب ذہین آدمی تھے، فوراً تاڑ گئے اور مسکرا کر فرمایا کہ اطمینان خاطر رہے کہ موضوع سے ایک ذرہ ادھر ادھر نہ ہوں گا، پریشانی کافور ہوگئی، اطمینان کا سانس لیا، اسٹیج پر واپس جاکر مقررین کے بیان کے تسلسل کو جاری رکھا، مولانا اپنے گرامی قدر رفقاء سمیت کھانے اور نماز کے عمل سے فارغ ہوئے، کارکنوں کو نعرہ بازی سے منع کرکے اطمینان کے ساتھ اسٹیج پر تشریف لائے، سب کے چہرے مسکرا اٹھے، حضرت الامیر مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کو دوزانو ہوکر ملے، آپ نے بھی ان کو سینہ سے لگایا، خوب یاد ہے کہ اس اجلاس میں آخری سے پہلا بیان آپ کا ہوا، آخری بیان علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو کا ہوا۔

مولانا حیدریؒ نے ختم نبوت فی الاحادیث پر بیان کیا، ایسا عمدہ پیرایہ میں بیان ہوا کہ سب پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی، خوب تفصیلی بیان ہوا، پہلی بار دلجمعی سے اول تا آخر لفظاً لفظاً مولانا کے بیان کو سنا روایتاً نہیں، واقعتاً خوب استفادہ کیا۔

مولانا حیدریؒ ہر سال برطانیہ تشریف لے جاتے اسی موقع پر ہی ختم نبوت کانفرنس برطانیہ منعقد ہوتی۔ ہماری حفاظتی تدابیر اور اسٹیج کی سابقہ روایات کو برقرار رکھنے کی مجبوریوں سے وہ کماحقہ باخبر تھے، جب بھی ملتے خندہ روئی سے کبھی اشارہ وکنایہ سے شکوہ وشکایت کو قریب نہ پھٹکنے دیا، بہت سارے پروگراموں میں یکجائی بھی ہوجاتی، مثلاً گلاسگو ختم نبوت کانفرنس میں انجمن اتحاد المسلمین کی دعوت پر سینٹرل مسجد تشریف لائے، ایک ہی نشست میں مولانا

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

مرحوم اور فقیر راقم کا بیان تھا، آپ پہلے نمبر پر فقیر دوسرے نمبر پر، آپ کا بیان ہوا، پڑھا لکھا سنجیدہ طبقہ، آپ کی علمی گفتگو نے جادو کا کام کیا۔ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نے بروقت اور صحیح فرمایا کہ مولانا حیدریؒ صاحب کے اس ظالمانہ بیان کے بعد آج آپ کا بیان نہیں بلکہ امتحان ہوگا، اعلان ہوا، ہانپتا کانپتا اسٹیج پر گیا، مولانا حیدریؒ سے معانقہ ہوا، میں نے گزارش کی کہ آپ تشریف لے جائیں، آپ نے فرمایا: نہیں! میں نے آپ کا بیان سننا ہے، لاکھ کہا لیکن وہ مصر رہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ کا نام لیں، اللہ رب العزت مدد فرمائیں گے، شروع کریں، یہ فرما کر سامنے آلتی پالتی ماری اور دھونی رما کر براجمان ہوگئے، فقیر نے حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام پر گفتگو کی، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پاس مارک دلوادیئے۔ مولانا کی دریا دلی ملاحظہ ہو کہ اختتام پر اتنے بلند و بالا الفاظ فرمائے کہ فقیر دوبارہ جوان ہوگیا، غرض آپ سے بہت ہی احترام کا تعلق تھا۔

آپ کے والد گرامی کی شہادت کے موقع پر تعزیت کے لئے حاضر ہوا، مولانا گھنٹوں انتظار فرماتے رہے کہ ٹرین لیٹ ہوگئی، آپ نے جلسہ پر جانا تھا، لیکن اپنے عملہ کو ہدایات دے کر گئے، حاضر ہوا ان کا اپنا دفتر کھلا ہوا تھا، ساتھیوں نے سر آنکھوں پر بٹھایا، مدرسہ کی تب پرانی عمارت تھی چند کمرے نئے تھے، ایک بار پیغام بجھوایا کہ قادیانیوں کی اصل کتب کا سیٹ درکار ہے، فقیر نے جواباً عرض کیا کہ برطانیہ سے آسانی سے مل جائے گا۔

ایک بار حکم ہوا کہ احتساب قادیانیت کا مکمل سیٹ (اس وقت ۲۸ جلدوں طبع ہوئی تھیں) وہ بجھوائیں تو بہت ہی ممنون ہوئے، اہل علم کے لئے کتاب سے بڑھ کر کیا بڑا ہدیہ ہوسکتا ہے؟

گزشتہ سال حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے ذریعہ حکم فرمایا کہ کچھ دنوں کے لئے تقابلِ ادیان کورس خیر پور میں شرکت کریں، انہیں دنوں اسی عنوان پر مجلس کے زیر اہتمام کورس چناب نگر ہوتا ہے، فقیر نے پیغام بجھوایا کہ بہت پھنسا ہوا ہوں، دوسرے ساتھی کو بجھوا دیتا ہوں، فرمایا میرا مطالبہ اصالتاً کا تھا نیابتاً کا نہیں، اب کے بار پھر چناب نگر سے فارغ ہوئے تو شہادت کی خبر ملی۔ خبر سنتے ہی جو دل کی کیفیت ہوئی پہلی بار احساس ہوا کہ مولانا کی ذات گرامی سے مجھے کتنی محبت تھی؟ کئی روز تک یہ کیفیت رہی کہ جب ان کی جدائی کا صدمہ یاد آتا تو سب کچھ بھول کر اس صدمہ میں کھو جاتا، وہ اس وقت بلا شرکت غیرے محاذ مناظرہ کے شاہ نشین تھے، ہمارے مخدوم سرمایۂ اہل سنت حضرت تونسوی مدظلہ برکت العصر ہیں بڑھاپے نے جوانی کی تمام جولانیوں پر قبضہ جمانے کی ٹھان لی ہے۔

آپ کے صاحبزادہ مولانا عبدالغفار تونسوی بلاشبہ اس محاذ کے بہادر شاہ سوار صاحب علم وعمل، لیکن ان کا حلقہ بہت مخصوص، چاروں صوبوں میں ملک گیر بلکہ عالم گیر تعارف کے حامل اور مناظر کی تمام تر صلاحیتوں کے حامل مولانا علی شیر حیدریؒ ہی تھے، اللہ رب العزت کی ذات کریم تلافی مافات ضرور فرمائے گی۔ آج کل مولانا مرحوم اپنے قائم کردہ جامعہ میں شیخ الحدیث تھے۔ تعزیت کے لئے مولانا کے ادارہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے وفد کے ہمراہ حاضری ہوئی، کہاں وہ پرانا مدرسہ، کہاں اب نیا جامعہ، کوہِ قامت عمارت، زیر تعمیر کشادہ مسجد کی بنیادیں، سب کچھ تھا لیکن اداسی چھائی ہوئی تھی، مجھے اور دکھے دل سے مولانا مرحوم کے برادر صغیر مولانا ثناء اللہ حیدری سے ملاقات ہوئی۔ تعزیت مسنونہ عرض کی وہ مولانا کی آرزوؤں کا مرکز ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے ادارہ، ان کی جماعت،

ان کے ورثاء سب کی حفاظت فرمائیں۔ جناب ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں سے بھی تعزیت عرض کی، وہ بھی دل گرفتہ، کمر شکستہ تھے، ڈاکٹر صاحب نے مولانا مرحوم سے آخری اپنی ملاقات کی دلربا معلومات بہم پہنچائیں، لیکن چشم پرنم سے۔ اللہ تعالیٰ ان کو سلامت باکرامت رکھیں، وہ خود ہی بیان فرمائیں گے۔

مولانا حیدری مرحوم نے شاہی مسجد لاہور کی ختم نبوت کانفرنس کو انٹرنیٹ پر سنا اور مبارکبادی کا پیغام مولانا محمد فیاض مدنی کی معرفت بھجوایا، ایک کارکن نے نعرہ بازی کی کوشش کی فقیر نے روکا، اس پر پیغام میں فرمایا: ''میں ہوتا تو اس کی پٹائی کرتا'' فرمایا کہ اوقاف کی مسجد، ختم نبوت کی کانفرنس اور حساس حالات، ان میں دوسری نعرہ بازی کوئی عقلمندی کی بات نہ تھی، ہر قائد اپنے کارکن کی صفائی دیتا ہے، گفتگو ہوتی تو مولانا کو بھی اپنے کارکن کی صفائی دینی چاہئے تھی لیکن کمال دیانت اور کمال معاملہ فہمی کہ یہ پیغام بھیج کر مجھ مسکین کے بے ڈھبے پن پر پردہ ڈال دیا، وہ بڑے آدمی تھے، ان کی باتیں بھی بڑی تھیں، ان کا سانحہ بھی بڑا بلکہ بہت بڑا ہوا، پیر جو گوٹھ کے قریب کسی دیہات میں جلسہ کر کے آ رہے تھے، پہلے سے گھات لگائے دشمن نے فائر کھول دیا، اتنے وہ ماہر نشانہ باز کہ صرف ڈرائیور مرحوم اور مولانا مرحوم کو ٹارگٹ بنایا، اردگرد بیٹھے ساتھی، گن مین سب محفوظ رہے، یہ سب تو واقعات ہیں لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی طرف سے وقت موعود آ گیا، وہ سب کو روتا چھوڑ کر چل دیئے، جو پلاٹ تنازعہ کا اولاً باعث بنا، اس میں پہلے والد مرحوم کا اور اب ان کے پہلو میں مولانا اور ان کے رفیق سفر امتیاز پھلپھوٹو کے مزارات بنے۔ حق تعالیٰ ان کے مزید درجات بلند فرمائے۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی سے فقیر نے تجویز عرض کی تھی کہ تصفیہ طلب امور میں مولانا حیدری صاحب کو فیصل مان لیا جائے۔ راقم کی یہ تجویز ادھوری رہ گئی، اللہ اکبر! کتنے اللہ کے بندوں کی مولانا مرحوم کی جدائی سے آرزوؤں وتمناؤں کا خون ہوا ہوگا، اس کے تصور سے بھی رونگھٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امراً۔

۱۴۲۹ھ کے حج پر حضرت مولانا حیدریؒ سے ملاقات رہی، حرم کعبہ کے تہہ خانہ میں جاتے جاتے نظر پڑی ایک صاحب بڑے انہماک سے تلاوت میں مصروف، ابھی حج میں کچھ ایام باقی تھے۔ کالی پگڑی، پٹے، ڈیل ڈول سے اندازہ ہوا کہ حضرت حیدری صاحب لگتے ہیں، قریب گیا، مولانا کی بھی نظر پڑ گئی پھر جو محبتوں سے ایک دوسرے کو ملے تو گویا دل کی بے قراری کو قرار آ گیا، ایک دوسرے سے دعاؤں کا تقاضا، معانقہ، رخصتی، پھر تو اندازہ ہو گیا کہ مولانا کے بیٹھنے کی جگہ یہ ہے ہر دوسرے، تیسرے روز ملاقات ہو جاتی، مداحوں میں گھرے ہوتے تو دور سے صاحب سلامت، اکیلے ہوتے تو گلے مل لیتے۔ مدینہ منورہ میں بھی ملاقاتیں رہیں۔ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری سے بھی مدینہ طیبہ میں آپ کی ملاقات ہوئی، ایک دن حرم نبوی میں کافی ملکوں کے علماء ایک ساتھ بیٹھے ہوئے، مجلس کا رنگ جما ہوا، سب کی نظریں گنبد خضراء پر، ایک صاحب کوئی بات کرتے تو باقی نظریں گنبد خضراء، زبان پر درود شریف، کان متکلم کی طرف، مولانا کا ادھر سے گزر ہوا دیکھ لیا تو تشریف لائے، علماء سے تعارف ہوا، گویا سب کو گوہر مقصود مل گیا اور مجلس کا رنگ چوکھا ہو گیا۔ لیجئے صاحب اب انشاءاللہ روز جزاء صاحب ختم نبوت کے لوائے حمد کے نیچے ملاقات ہو گی۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔ اس پر بس کرتا ہوں۔

بیرون ملک مجلس تحفظ ختم نبوت کی مساعی اور قادیانیت کا تعاقب!

مولانا سعید احمد جلالپوری مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

گزشتہ کچھ عرصہ قبل...۱۱/ مارچ ۲۰۰۷ء... سری لنکا کے علماء، فضلاء اور جمعیت علماء سری لنکا کی دعوت اور خواہش پر حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدیر جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن و نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی سربراہی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک نمائندہ وفد ہفت روزہ تعلیمی، تبلیغی اور تربیتی دورہ پر سری لنکا گیا، وفد کی کارگزاری کیا رہی؟ اور وہاں اس کی مصروفیات کیا تھیں؟ اس سلسلہ کی مفصل رپورٹ کی ضرورت تھی، مگر افسوس کہ یہ کام لیٹ پر لیٹ ہوتا رہا، تاہم ”کل امر مرھون بوقتہ“ کے مصداق، دیر سے سہی مگر بہرحال اس دورہ کی مفصل رپورٹ پیش خدمت ہے، ملاحظہ ہو:

سری لنکا سارک ممالک کے ان چھوٹے ملکوں میں سے ہے جو نسبتاً غریب اور طوائف الملوکی کا شکار ہے اور وہاں ایک عرصہ سے تامل ناڈو کے شدت پسندوں کا زور رہا ہے اور وہاں کے شدت پسند گروپ کا مطالبہ رہا ہے کہ اسے آزادی دی جائے۔ ورلڈ میپ یعنی دنیا کے نقشہ میں اس کا محل وقوع اور اس کا رقبہ دیکھا جائے تو یہ انڈیا کے بالکل قریب سمندری جزیرہ ہے جو پان کے پتہ جیسا لگتا ہے، اسی لئے اس کو انڈیا کی آنکھ کا آنسو بھی کہا جاتا ہے، اس ملک میں بدھ مذہب کے ماننے والے بدھسٹوں کی حکومت ہے۔ اس میں ہندوؤں، عیسائیوں اور مسلمانوں کی ملی جلی آبادی ہے۔ ہندو، عیسائی اور مسلمان اقلیت میں ہیں اور ان اقلیتوں میں مسلمان کل آبادی کا ۲۰ فیصد ہیں۔ اس ملک میں پان، چائے، اناناس، ناریل کی پیداوار زیادہ ہے، اس کا سب سے بڑا شہر کولمبو ہے اور وہی اس کا دارالحکومت ہے، مسلمانوں میں مقامی حضرات کے علاوہ ہندو پاک کے میمن حضرات کی خاصی آبادی ہے، مسلمان ماشاءاللہ مالی اور تجارتی اعتبار سے مستحکم ہیں، چونکہ یہ ساحلی ملک ہے، اس لئے یہاں کی مقامی مسلم آبادی شافعی المسلک ہے، مگر یہاں کے مسلمانوں کی زیادہ تر آبادی ہندو پاک کے دیوبندی مدارس کی فیض یافتہ ہے، اسی لئے یہ اپنی نوعیت کی واحد شافعی المسلک آبادی ہے جو شافعی ہونے کے باوجود اپنے آپ کو دیوبندی کہتی ہے، سب سے بڑی خوبی کی بات یہ ہے کہ یہاں فروعی مسائل کے اختلاف میں کسی نزاع اور جھگڑا کا عنصر نہیں ہے، سب مسلمان باہم شیروشکر رہتے ہیں اور سب اپنے دینی اور مسلکی مفاد میں متحد ہیں۔

یہاں کے پیروجوان علماء کی تعداد میں زیادہ تر دارالعلوم دیوبند اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے سند یافتہ ہیں، اس لئے ان میں حضرات اکابر دیوبند کی فکر و ذوق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اس لئے یہ مسلمانوں کے دین وایمان کے تحفظ کی خاطر ماشاءاللہ بہت ہی فکرمند اور حساس ہیں، نہ صرف یہ بلکہ یہاں کے علماء کی مسلم عوام پر بہت ہی مضبوط گرفت ہے، اللہ تعالیٰ یہاں کے علماء کو جزائے خیر دے جنہوں نے اس پورے ملک میں مدارس و مساجد کا جال بچھا رکھا ہے، ان مساجد و مدارس کی برکت ہے کہ مسلمانوں میں دینی ذوق کا رنگ نمایاں

طور پر نظر آتا ہے، یہاں کے مسلمان زیادہ تر تبلیغی جماعت سے وابستہ ہیں، کولمبو کا تبلیغی مرکز ماشاء اللہ خوب آباد ہے اور کولمبو کے تبلیغی مرکز میں باقاعدہ درس نظامی کا مدرسہ بھی قائم ہے۔

یہاں پاکستان کی طرز پر علماء کی ایک جماعت بھی ہے جس کا نام جمعیت علماء سری لنکا ہے، اب تک اس پر سلفی حضرات کا غلبہ تھا، لیکن گزشتہ کچھ عرصہ سے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان کے فاضل و متخصص مولانا مفتی محمد رضوی صاحب اس کے سربراہ اور امیر ہیں۔ مولانا مفتی محمد رضوی صاحب ماشاء اللہ صالح، فاضل اور متحرک نوجوان ہیں، انہوں نے جب سے اس جماعت کی قیادت سنبھالی ہے پورے ملک کے علماء کو بیدار کرتے ہوئے ایک لڑی میں پرودیا ہے، اسی طرح اس نوجوان کا رابطہ عالم اسلامی سے راہ ورسم ہے اور اس کو غیر سودی کاؤنٹر قائم کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی ہے، چنانچہ ان کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کو سود جیسی لعنت سے بچانے کے لئے ہم نے غیر سودی کاؤنٹر قائم کرنے کے لئے ایک مؤسسہ قائم کیا ہے، جس میں دنیا بھر کے علماء کی مشاورت سے مسلمانوں کو سود جیسی لعنت سے بچانے کے لئے عملی اقدامات کئے جارہے ہیں، اسی طرح حلال کھانے پینے اور گوشت کے سلسلہ میں حلال ذبیحہ کی نگرانی بھی اس جمعیت کے حوالہ ہے، ماشاء اللہ اس اعتبار سے جمعیت علماء سری لنکا اور خصوصاً مولانا مفتی محمد رضوی ملک بھر کے مسلمانوں کے روح رواں ہیں۔ مولانا مفتی محمد رضوی کے انہیں کارناموں کو دیکھ کر دل سے دعائیں نکلتی ہیں، یوں تو مسلمانوں کے روپ میں یہاں گزشتہ ایک صدی سے قادیانی بھی اس ملک میں آباد تھے، چنانچہ مولانا مفتی محمد رضوی اور وہاں کے مقامی علماء نے بتلایا کہ قادیانی اس ملک میں سب سے پہلے ۱۹۱۸ء میں آباد ہوئے، مگر اب تک وہ خفیہ اپنا کام کررہے تھے، اور اپنے آپ کو وہ کسی اعتبار سے ظاہر اور نمایاں نہیں کرتے تھے، لیکن اب موجودہ حکومت سے انہوں نے راہ ورسم پیدا کرنے کے لئے اور حکومت سری لنکا سے تجارتی معاہدہ کرنے کا پروگرام بنالیا تھا، جب سے قادیانیوں کا یہ اثر ورسوخ بڑھا، تو وہاں کے قادیانیوں نے اپنے پر پرزے نکالنا شروع کردیئے، اور اپنا ایک مرکز بھی بنالیا، اور اسلامی اصطلاحات بھی استعمال کرنے لگے۔

قادیانیوں کی ان بڑھتی ہوئی سرگرمیوں، اونچے درجے کے اثر ونفوذ، اپنے آپ کو مسلمان باور کرانے اور مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکا ڈالنے اور نئی نسل کو گمراہ کرنے کے اندیشے کے پیش نظر مولانا مفتی محمد رضوی اور ان کے رفقاء نے مشورہ کیا کہ یہاں کے علماء، طلبا اور عوام کو اس فتنہ کی سنگینی سے آگاہ کرنے، عوامی اور حکومتی حلقوں کو ان کی حقیقت باور کرانے اور مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے اکابر سے رابطہ کرکے ان کو یہاں آنے کی دعوت دی جائے اور ایک بھرپور کانفرنس اور علاقائی سطح کے تربیتی پروگرام رکھے جائیں، چنانچہ اس سلسلہ میں مولانا مفتی محمد رضوی صاحب نے پہلے فون پر اور بعد میں اپنے نمائندگان مولانا مفتی محمد اسلم استاذ جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی اور ایک دین دار سری لنکن تاجر الحاج عبدالرحمن کے ذریعے اس پروگرام کو حتمی شکل دینے کے لئے مامور کیا، چنانچہ مفتی اسلم صاحب نے سب سے پہلے حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ سے رابطہ کیا، انہوں نے راقم کو یاد فرمایا، اور تمام صورت حال بتلائی۔ راقم نے ملتان مرکز رابطہ کرکے اس دورہ اور وفد کی

منظوری کی درخواست کی تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ دار حضرات نے نہ صرف اس کی منظوری دے دی، بلکہ ان حضرات نے مولانا مفتی محمد رضوی اور ان کے نمائندگان کی اس پیشکش کے باوجود... کہ آمد و رفت کے اخراجات جمیعت علماء سری لنکا برداشت کرے گی... یہ فرمایا کہ اس وفد کی آمد و رفت کے اخراجات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہی برداشت کرے گی، کیونکہ یہ ہمارا فریضہ ہے اور ہماری سعادت ہے کہ ہم اس سلسلہ میں اپنے سری لنکن مسلمان بھائیوں کی مدد کریں۔ چنانچہ پروگرام کو حتمی شکل دینے کے بعد طے پایا کہ اس وفد کے سربراہ حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر ہوں گے، جبکہ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، مولانا مفتی خالد محمود صاحب نائب مدیر اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ پاکستان اور راقم الحروف سعید احمد جلال پوری ان کے رفیق سفر ہوں گے، چنانچہ حسب پروگرام جب سفر کی تیاری مکمل ہوگئی، ویزا اور ٹکٹ وغیرہ تیار ہوگئے تو بھائی عبدالرحمٰن سری لنکن کی راہ نمائی میں ہمارا پانچ رکنی وفد ۱۱/ مارچ بروز اتوار صبح ۸ بجے پی آئی اے کی فلائٹ سے روانہ ہو کر تقریباً گیارہ بجے کولمبو کے بین الاقوامی ایئر پورٹ پر اتر گیا، سری لنکا اگرچہ غریب ملک ہے مگر اس کا ایئر پورٹ بین الاقوامی معیار کا اور خاصا طویل ہے، کراچی ایئر پورٹ پر ہماری روانگی اور سامان کے وزن وغیرہ میں ہمارے بہت ہی کرم فرما اور ڈناٹا کمپنی کے ذمہ دار جناب بھائی ضیاء صاحب نے بھرپور مدد کی، بلکہ کتابوں کا وزن زیادہ ہونے پر اس کی اضافی ادائیگی میں بھی انہوں نے خاصی رعایت دلائی تاہم اضافی وزن کی اضافی ادائیگی کے بعد انہوں نے اپنے دفتر میں لے جا کر تمام شرکا وفد کی چائے سے تواضع فرمائی اور اندر لاؤنج تک چھوڑنے بھی خود گئے۔

اس سفر میں جمیعت علماء سری لنکا کی خواہش اور مقامی علماء کی مسئلہ ختم نبوت اور تردید قادیانیت میں معاونت کے لئے اور انہیں حوالہ جات کے سلسلہ میں خود کفیل بنانے کے لئے آئینہ قادیانیت اردو، عربی، جنوبی افریقہ کی عدالت میں حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے اردو بیان کا انگریزی ترجمہ "What is Qadianiat?" (قادیانیت کیا ہے؟) ملت اسلامیہ کا موقف انگلش، اردو، عربی، احتساب قادیانیت اور مرزا غلام احمد قادیانی کی تصنیفات کا مکمل سیٹ (مطبوعہ لندن) ہمارے ساتھ تھے۔

چونکہ ہمارے شرکائے قافلہ کے پاس کتب اور لٹریچر کا وزن بہت زیادہ تھا اور کارٹن بھی کافی تھے، اس لئے کولمبو ایئر پورٹ کی ایمیگریشن سے فارغ ہونے، ایمیگریشن کے عملہ کو کتابوں کی چیکنگ کرانے اور دکھانے کے بعد تقریباً ساڑھے گیارہ بجے ہم ایئر پورٹ سے باہر آئے تو جمیعت علماء سری لنکا اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فضلاء کی ایک جماعت استقبال کے لئے موجود تھی، جن میں حافظ ماہر، مولانا ابن العربی، حافظ الہام، مولانا حلمی صاحب کے نام قابل ذکر ہیں، ان سے ملاقات، مصافحہ اور معانقہ کے بعد گاڑیوں میں سوار ہو کر ایئر پورٹ سے سٹی سینٹر اور مرکز شہر کے لئے روانہ ہوگئے، قریب قریب گھنٹے یا پونے گھنٹے کا سفر طے کرنے کے بعد مرکز شہر جہاں ہماری رہائش کا انتظام تھا، پہنچے۔

اس وفد کی رہائش کے لئے مقامی حضرات اور جمیعت کے ذمہ داروں نے وسط شہر یعنی سٹی سینٹر کے ایک رہائشی پلازے ''سی گل کورٹ'' کے ایک فلیٹ میں انتظام کر رکھا تھا اور یہاں مہمانوں کی خدمت کے لئے حافظ حُمید،

مولوی ابن العربی، حافظ الہام اور مولانا حلمی جیسے مستعد نوجوان مامور تھے، جنہوں نے جی جان سے وفد کے ارکان کی خدمت کی، اوران کی راحت رسانی کا مکمل سامان بہم پہنچایا۔ ’’سی گل کورٹ‘‘ پلازے کے اس فلیٹ کے تین کمرے تھے، ایک میں حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر زیدمجدہ اور مولانا مفتی خالد محمود صاحب کی رہائش تھی، دوسرے میں راقم الحروف اور شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب تھے، جبکہ تیسرا کمرہ کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ سے تشریف لانے والے وکیل ختم نبوت جناب احمد چوہان افریقی اوران کے ہم ملک عالم دین مولانا محمد طٰہٰ یوسف کے لئے خاص تھا۔

چونکہ جمعیت علماء سری لنکا کے سربراہ مولانا مفتی محمد رضوی سلمہ ربہ سری لنکا میں سر اٹھاتے مسئلہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے بہت زیادہ فکرمند تھے اس لئے انہوں نے قانونی مشوروں کے لئے جنوبی افریقہ کے مشہور مقدمۂ قادیانیت میں مسلمانوں اور ختم نبوت کے کامیاب وکیل جناب احمد چوہان صاحب کو بھی اس موقع پر بلا رکھا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی جناب احمد چوہان تشریف لائے اوران کی ختم نبوت کے اکابر اور ارکان وفد سے ملاقات ہوئی تو وہ نہال ہوگئے اوراس مشہور مقدمہ میں پاکستان سے تشریف لے جانے والے وفد کے معزز ارکان اور اکابر میں سے ایک ایک کا عقیدت ومحبت سے والہانہ تذکرہ کرکے ان کے محاسن وکمالات اوراس سلسلہ میں ان کی مساعی کا ذکر خیر کرنے لگے اوراس مقدمہ کی کارروائی مزے لے لے کر سنانے لگے، اس وفد کے ارکان اور اکابر میں سے حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی شہادت ووفات سے تو وہ آگاہ تھے مگر حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر قدس سرہ کی وفات سے ابھی تک وہ ناآشنا تھے۔ اس لئے انہوں نے حضرت مولانا اشعرؒ کا بطور خاص پوچھا کہ ان کا کیا حال ہے؟ جب انہیں بتلایا گیا کہ وہ بھی اللہ کے ہاں جاچکے ہیں تو بہت ہی افسردہ ہوئے، پھر فرمانے لگے: میں اس وفد کے ارکان میں سے دوحضرات سے بہت ہی زیادہ متاثر ہوا اور وہ تھے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ اور مولانا عبدالرحیم اشعرؒ یہ دونوں حضرات ایسے تھے کہ ان کے پاس قادیانی وکیلوں اور قادیانی مربیوں کے ہر سوال کا نہ صرف جواب ہوتا تھا بلکہ انہیں مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں اوران کے حوالہ جات ازبر تھے، ادھر ہم نے کوئی سوال کیا، ادھر انہوں نے مرزا کی کوئی کتاب کھول کر اس کا جواب، خودمرزا کی زبانی پیش کردیا، ان کو مرزائی حوالہ جات کی تلاش کے لئے کسی سوچ وبچار اور غوروفکر کی ضرورت نہیں ہوتی تھی، چنانچہ انہوں نے بتلایا کہ ایک دن کی بات ہے کہ رات بھر دیر تک مقدمہ کی تیاری کا سلسلہ جاری رہا، صبح کی نماز پڑھی اور ارکان وفد سوگئے، بیداری پر ایک مسئلہ پر گفتگو جاری تھی اور کوئی حوالہ نہیں مل رہا تھا، اتنے میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ بھی نیند سے بیدار ہوگئے، ابھی وہ مکمل اور پورے طور پر بیدار بھی نہ ہوئے تھے کہ ان کے کانوں میں بھی اس گفتگو کی بھنک پڑگئی، تو اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ مرزا کی فلاں کتاب اٹھالاؤ، چنانچہ جب مرزا کی وہ کتاب لائی گئی تو انہوں نے کتاب کھولی اور چند صفحے پلٹنے کے بعد وہ حوالہ نکال کر سب کو حیران کردیا۔

ان حضرات کی حاضر دماغی، قوت حافظہ، مرزائیت پر عبور، مسئلہ ختم نبوت اور تردید قادیانیت سے والہانہ لگاؤ کا میرے قلب ودماغ پر آج بھی نقش ثبت ہے۔ جناب احمد چوہان صاحب حضرت مولانا عبدالرحیم

اشعر صاحبؒ کے اس ٹرنک کا بطور خاص بار بار تذکرہ فرماتے، جس میں حضرت مرحوم قادیانی کتب بھر کر لے گئے تھے اور بوقت ضرورت اس ٹرنک سے کتب نکال نکال کر حوالے دیتے تھے۔

چونکہ جناب احمد چوہان صاحب ان حضرات اکابر کی خدمت اور صحبت میں رہ چکے تھے اور کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ کی عدالت میں دائر قادیانی مقدمہ میں مسلمانوں کے وکیل رہ چکے تھے اور ان حضرات کی ہدایت و راہنمائی میں قادیانیت کو سمجھ چکے تھے، اس لئے ان کو اس معاملہ کی تمام باریکیوں اور قادیانی مکروفریب اور عدالتی موشگافیوں کا خوب خوب تجربہ تھا، اس لئے جناب مولانا مفتی محمد رضوی صاحب نے اپنے ملک کے مسلم وکلاء اور ججز کو یہ مسئلہ سمجھانے کے لئے انہیں سری لنکا آنے کی زحمت دی تھی اور وہ یہاں آنے پر بے حد مسرور و مطمئن تھے، بہرحال حسب پروگرام پہلے دن کچھ دیر آرام اور سفری تھکان اتارنے کے بعد شام کو کولمبو کے تبلیغی مرکز کے مدرسہ میں حاضری ہوئی، وہاں کے اکابر و اساتذہ سے ملاقات اور حضرات طلبا و اساتذہ کرام سے حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر زید مجدہ کا بیان ہوا، وہاں سے فارغ ہونے کے بعد رات کو واپس اپنی رہائش گاہ آ گئے۔

اگلا دن ۱۲/ مارچ اور پیر تھا، اس دن حسب پروگرام آگے کے پروگراموں کو حتمی شکل دینے اور کام کی نوعیت اور تقسیم کار کے سلسلہ میں مقامی علماء اور اکابر کے ساتھ مشورہ ہوا کہ کس طرح ملک بھر کا دورہ کیا جائے اور کس کس جگہ پر تربیتی پروگرام رکھے جائیں۔ یوں پیر ۱۲/ مارچ کو طے ہوا کہ اس چار رکنی وفد کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے۔

چنانچہ منگل ۱۳/ مارچ کو حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب اور مولانا مفتی خالد محمود صاحب کو سری لنکا کے ضلع کینڈی کے مشہور شہر اکورنا کے لئے روانہ کر دیا گیا، جہاں حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب اور مولانا مفتی خالد محمود صاحب نے اکورنا کے مدرسہ رحمانیہ کے اساتذہ، طلبا اور مقامی علماء حضرات سے بیان کیا، جس کی مقامی زبان میں ترجمانی کے فرائض جناب مولانا مفاذ صاحب اور جناب مولانا غزالی صاحب نے انجام دیئے، اسی شام کو اکورنا کے مضافات میں مولانا محمد جعفر صاحب کے مدرسہ زہرہ للبنات میں بیان ہوا، اسی طرح بعد نماز مغرب کاٹوگالا کے مولانا عمر دین کے مدرسہ کلیۃ الفرقانیہ میں بیان ہوا۔ دوسری جانب دوسرے دو رکنی وفد جس میں راقم الحروف اور حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر زید مجدہ شامل تھے، ان کے لئے طے ہوا کہ ہر دو حضرات کولمبو کے وسط کی جامع مسجد بمبلاپٹیہ میں علماء، طلبا اور اساتذہ سے مسئلہ ختم نبوت اور قادیانیت کے سلسلہ میں بیان کریں گے، چنانچہ سب سے پہلے راقم الحروف کا قریب قریب ایک ڈیڑھ گھنٹہ بیان ہوا، جس کی مقامی زبان میں ترجمانی کے فرائض مولانا عبدالخالق صاحب نے سرانجام دیئے، راقم الحروف کے بیان کے بعد حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب کا تفصیلی بیان ہوا، یوں یہ تربیتی پروگرام صبح ۹ ساڑھے نو بجے سے دو بجے تک مسلسل جاری رہا اور حاضرین نے نہایت ذوق وشوق سے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور فتنہ قادیانیت کی سنگینی کو توجہ سے سنا اور حضرت ڈاکٹر صاحب کی دعا پر یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ یہاں سے فراغت کے بعد شام کو ہمارا وفد اگلی منزل کے لئے روانہ ہو گیا، چنانچہ دو ڈھائی گھنٹے کی مسافت طے کرنے کے بعد عشاء کے وقت ہم ضلع کینڈی کے مولانا محمد یوسف صاحب کے مدرسہ کلیۃ الحقانیہ میں پہنچے، رات کا قیام اسی مدرسہ میں رہا۔

۱۴/ مارچ بروز بدھ صبح کی نماز کے بعد حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر کا عربی زبان میں طلبا کے اندر بیان ہوا، ناشتہ کیا اور اگلی منزل کے لئے روانہ ہوگئے، چنانچہ دس بجے دن ہم ناولہ پٹیہ کے مشہور عالم دین، حضرت بنوری قدس سرہ کے شاگرد رشید اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل مولانا محمد معروف صاحب کے مدرسہ کلیۃ ہاشمیہ میں پہنچے، وہاں کا ماحول دیکھ کر ایسا لگا جیسے ہم کسی دارالاسلام میں پہنچ گئے ہوں، چنانچہ وہاں کے طلبا اور علماء کی کثرت اور مہمانوں کی آمد پر ان کی خوشی اور مسرت دیدنی تھی، کسی قدر آرام کرنے اور ستانے کے بعد مدرسہ کی دوسری منزل کے ایک وسیع وعریض ہال میں تربیتی پروگرام کے بیانات کا سلسلہ شروع ہوگیا، چنانچہ سب سے پہلے گھنٹہ بھر راقم الحروف کا اور پھر مولانا اللہ وسایا صاحب کا اور اس کے آخر میں حضرت ڈاکٹر صاحب کا مفصل بیان ہوا، چنانچہ ساڑھے چار بجے وہاں سے فراغت کے بعد کولمبو کے لئے واپسی ہوئی اور رات کو واپس اپنی رہائش گاہ پر آگئے، جمعرات کی رات کو اپنی قیام گاہ پر آرام کیا۔

اگلا دن جمعرات اور ۱۵/ مارچ کا تھا، صبح ناشتہ اور معمولات سے فارغ ہونے کے بعد مشورہ ہوا اور مشورہ میں طے ہوا کہ:

۱...... حضرت ڈاکٹر صاحب ہفتہ کے دن ہونے والی کانفرنس کے بیان کے لئے ''موقف الامت الاسلامیہ'' کی روشنی میں ایک مذاکرہ تیار کریں گے جو آپ نے تقریباً پچیس منٹ میں بیان کرنا ہے، جس کا خلاصہ بعد میں چند منٹوں میں بیان کردیا جائے گا۔

۲...... راقم الحروف (مولانا سعید احمد جلال پوری صاحب) قراردادیں تیار کریں گے جس میں ختم نبوت کے عقیدہ اور اس پر اجماع امت کا ذکر کریں گے اور یہ کہ جو آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ باتفاق امت کافر ہے اور یہ کہ مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اس بنیاد پر امت نے متفقہ طور پر مرزا اور اس کے متبعین کو کافر قرار دیا ہے، اس ضمن میں رابطہ کی قرارداد کا حوالہ پاکستان کی قومی اسمبلی کے فیصلہ کا حوالہ مختلف عدالتوں کے فیصلوں کا حوالہ دیا جائے۔

۳...... شروع میں مفتی رضوی صاحب افتتاحی کلمات پیش کریں گے اور اپنے افتتاحی کلمات سے موتمر کا افتتاح کریں گے اور اپنی مقامی زبان میں اس کانفرنس کی غرض وغایت بیان کریں گے۔

اسی دن حضرت ڈاکٹر صاحب کا مولانا نواز صاحب کے کلیۃ الحمدیہ اور مولانا عبدالخالق صاحب کے کلیۃ ابن عمر کے دورۂ حدیث کے طلبا سے خطاب تھا۔ اسی طرح جناب مولانا حسن فرید صاحب کے کلیہ نورانیہ میں جانے اور بات چیت کا موقع بھی ملا، اسی شام کو جناب مولانا مفتی محمد رضوی صاحب نے مقامی سربرآوردہ حضرات اور وکلا سے ملاقات اور میٹنگ کا ایک مشہور ہوٹل ''کیفے آسیا'' میں انتظام کر رکھا تھا، چنانچہ بعد نماز مغرب اس خوبصورت ہوٹل کا جتنا حصہ بک کرایا گیا تھا، حاضرین سے کھچا کھچ بھر گیا، جناب احمد چوہان اور حضرت ڈاکٹر صاحب نے اس سلسلہ میں نہایت موثر بات چیت کی اور جناب مفتی محمد رضوی صاحب نے ان حضرات کو اس مسئلہ کی اہمیت اور نزاکت کے بارہ میں تفصیل سے بتلایا، رات دیر گئے وہاں سے فارغ ہوئے اور ماحضر تناول کیا اور واپس اپنے مستقر پر آگئے۔

اس سے اگلا دن جمعہ اور ۱۶/ مارچ کا تھا، چونکہ ’’پٹلم شہر‘‘ کے مدرسہ اشرفیہ کے مدیر مولانا مبارک صاحب کی خواہش اور اصرار تھا کہ وہاں بھی ایک تربیتی پروگرام ہونا چاہئے۔ اس لئے حسب مشورہ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب اور مولانا مفتی خالد محمود صاحب ۳ گھنٹے کا سفر کرکے ’’پٹلم‘‘ کے مدرسہ اشرفیہ پہنچے جہاں ان حضرات نے وہاں کے اساتذہ، طلبا اور مقامی علماء سے تفصیلی بیان فرمایا اور مولانا محمد مفاذ صاحب نے بیانات کے ترجمہ کے فرائض انجام دیئے اور شام تقریباً چار بجے ان حضرات کی وہاں سے واپسی ہوئی، دوسری جانب راقم الحروف اور حضرت ڈاکٹر صاحب نے کولمبوسٹی کی مقامی مسجد میں جمعہ ادا کیا، اسی دن حضرت ڈاکٹر صاحب کا مدرسہ عین للسیدات میں اصلاحی بیان ہوا۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ کولمبو میں میمن برادری مالی، معاشی اور سماجی اعتبار سے منظم و مستحکم ہے، اس لئے انہوں نے اپنی کمیونٹی کے لئے کولمبو کے وسط کولمبو۳ میں، اپنا ایک تین منزلہ میمن ہال بھی بنارکھا ہے، لہٰذا اس موقع کی مناسبت سے میمن برادری کے بزرگوں نے وفد کے ارکان کو استقبالیہ دینے کے لئے دعوت دی، اور ہمارے وفد کے معزز ارکان جناب مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب اور وکیل ختم نبوت جناب احمد چوہان صاحب سے درخواست کی کہ ہماری برادری کے حضرات کو بھی اس مسئلہ کی اہمیت ونزاکت سے آگاہ فرمائیں اور باورکرائیں کہ امت پر اس کے نبی کی عزت وناموس کے تحفظ کے سلسلہ میں کیا فرائض عائد ہوتے ہیں اور ایک جھوٹے مدعی نبوت کے مقابلہ میں سچے نبی کی کیا سیرت وکردار ہے؟

چنانچہ بعد نماز مغرب تمام مہمانوں کو وہاں لے جایا گیا اور ہال کی دوسری منزل پر باقاعدہ ایک جلسہ کا سماں تھا، جہاں ان حضرات نے نہایت والہانہ انداز میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وسوانح پر بیان فرمایا جبکہ احمد چوہان صاحب نے انگلش میں جنوبی افریقہ کے مقدمہ کی کارروائی کھول کر بیان فرمائی اور قادیانی ریشہ دوانیوں سے حاضرین کو آگاہ فرمایا۔ رات کو دیر گئے وہاں سے فارغ ہوئے، ماحضر تناول کیا اور واپس اپنی رہائش گاہ پر آگئے۔

اگلا دن ہفتہ ۱۷/ مارچ کا تھا، جس میں ملک بھر کے علماء کا اجتماع اور کانفرنس تھی، جہاں کولمبو کے تاجروں، وکلاء، ججز اور سیاست دانوں کو جمع کرکے مسئلہ قادیانیت کی سنگینی اور قادیانیوں کے عزائم، اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف ان کی ریشہ دوانیوں اور ان کے خفیہ عزائم وارادوں اور اپنی نسلوں کو ان کے شروفتن سے بچانے اور ان کے دین وایمان کو تحفظ دینے کی خاطر حضرات اکابر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب، احمد چوہان ایڈووکیٹ کا بیان طے تھا، صبح جب ’’رن موتو‘‘ ہوٹل میں منعقدہ کانفرنس میں جانے کا وقت ہوا تو جناب احمد چوہان صاحب نے حضرت ڈاکٹر صاحب سے درخواست کی کہ روانگی سے پہلے آپ دعا کرادیں، کیونکہ جنوبی افریقہ میں ہر روز عدالت جانے سے قبل حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ اجتماعی دعا کرایا کرتے تھے۔ بہرحال ان کی فرمائش پر اجتماعی دعا کے بعد ہمارا قافلہ ’’رن موتو‘‘ ہوٹل کے لئے روانہ ہوگیا۔ چونکہ کولمبو کے اس فائیو اسٹار ہوٹل ’’رن موتو‘‘ کا آڈیٹوریم اس کے لئے پہلے سے بک کرایا جاچکا تھا، اور اس کی گیلریوں کو جگہ جگہ ختم نبوت کے بینروں، استقبالی پرچوں اور لٹریچر سے مزین کیا گیا تھا اور بغیر پاس اور کارڈ کے کسی کو اندر جانے کی اجازت نہ تھی، اس لئے تھوڑی ہی دیر میں ہوٹل کا ہال کھچاکھچ بھرچکا تھا، سب سے پہلے مولانا مفتی محمد رضوی صاحب

نے مسئلہ ختم نبوت اور قادیانی دعاوی اور گستاخیوں پر مبنی مدلل گفتگو فرمائی اور قادیانی کتب کھول کھول کر نہایت موثر انداز میں اپنی مقامی زبان میں اس مسئلہ کو مبرہن فرمایا، پھر احمد چوہان ایڈوکیٹ نے انگلش میں قادیانیت کے تعاقب کے سلسلہ میں جنوبی افریقہ کے مسلمانوں اور پاکستانی حضرات کی مساعی کو نہایت خوش اسلوبی سے واضح کیا، اسی طرح حضرت مولانا اللہ وسایا کا مفصل بیان ہوا اور حسب پروگرام حضرت ڈاکٹر صاحب کے بیان ودعا پر نہایت خیر وخوبی اور کامیابی سے یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ یوں یہ ہفت روزہ تعلیمی، تربیتی اور ختم نبوت اور تردید قادیانیت کی آگاہی کے سلسلہ کا دورہ کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ چنانچہ ان حضرات کی مساعی اور بیداری کی برکت تھی کہ وہاں سر اٹھاتی قادیانیت دم دبانے پر مجبور ہوگئی، اس اجتماع میں دوسرے مطالبات کے علاوہ حسب پروگرام درج ذیل قرار دادیں بھی منظور کرائی گئیں کہ:

’’الف ..... مسلمانانِ سری لنکا بھی قادیانیوں کو رابطہ عالم اسلامی، پاکستان کی دستور ساز اسمبلی، ماریشس کی عدالت اور ہندوپاک کی اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کی روشنی میں غیر مسلم تصور کریں۔

ب ..... ان کے ساتھ تمام شعبہ ہائے زندگی میں وہ معاملہ کیا جائے جو ایک غیر مسلم کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

ج ..... چونکہ قادیانی زندیق ہیں اس لئے ان کے ساتھ میل جول نہ رکھا جائے۔

د ..... اسی طرح ہم حکومت سری لنکا اور اپنے ہم وطن دوسرے مذاہب کے افراد سے کہنا چاہیں گے کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ کاسٹ تصور کیا جائے۔

ہ ..... چونکہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اور مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکا ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں، اس لئے آئندہ ان کو مسلمانوں کا نمائندہ نہ تصور کیا جائے۔

و ..... حکومت کو چاہئے کہ وہ قادیانیوں کو مسلمانوں کی علامات اور شعائر کے استعمال سے روکے اور انہیں کوئی ایسا کام یا انداز اختیار نہ کرنے دے جس سے مسلمانوں کو دھوکا ہوتا ہو، مثلاً ان کی عبادت گاہ کو مسجد اور ان کی شادی کو نکاح کے نام پر رجسٹرڈ نہ کیا جائے۔

ز ..... چونکہ قادیانی قرآن وسنت میں صریح تحریف کرتے ہیں، اس لئے کوئی مسلمان ان کی کسی قسم کی کوئی کتاب اور تحریر نہ پڑھے بلکہ حکومت کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں کی دل آزاری پر مشتمل ان کی ایسی تمام حرکات پر قدغن لگائے اور ان کو مسلمانوں سے الگ اپنا تشخص اجاگر کرنے کا پابند بنایا جائے تاکہ کوئی مسلمان غلط فہمی کا شکار نہ ہو۔‘‘

اسی شام کو کولمبو کے دوسرے حضرات کے بعض مدارس میں چائے اور ہمارے معزز میزبان جناب الحاج عبدالرحمٰن کے گھر شام کا کھانا تھا۔ رات کو دیر گئے واپس اپنی قیام گاہ آگئے، آرام کیا، صبح واپسی تھی، چنانچہ ۱۲ بجے کی پی آئی اے کی فلائٹ سے اتوار ۱۸/ مارچ کو ہمارا یہ مختصر وفد واپس کراچی پہنچ گیا، اللہ تعالیٰ اس دورہ کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو قادیانیوں کی شرارتوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

جناب مولانا مفتی محمد رضوی اور مقامی حضرات کی رپورٹ کے مطابق اس دورہ اور تربیتی نشستوں کا یہ فائدہ ہوا کہ قادیانیت منہ چھپانے پر مجبور ہوگئی اور مسلمان بیدار ہوگئے اور قادیانی سرگرمیاں بالکل معدوم ہوگئی ہیں۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.LAULAK.INFO

فتنہ انکار ختم نبوت ...... اسلام کے خلاف فرنگی سازش!

قسط نمبر:۱

مولانا مجاہد الحسینی

آیات قرآنی، متعلقہ ختم نبوت ورسالت

اللہ تعالیٰ نے نبوت ورسالت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کرنے کے بعد تمام انبیاء کرام اور رسولوں کی بعثت کے وقت یہی ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارے بعد بھی نبوت ورسالت کا سلسلہ جاری رہے گا۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کے تذکرے میں آیت قرآنی ہے۔''ثم بعثنا من بعده رسلاً الی قومهم فجاء هم بالبیّنٰت (یونس:۷۴)'' ﴿پھر ہم نے اس کے بعد بھی ان کی قوم کی طرف رسول بھیجے۔﴾

بعدازاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تذکرے میں ہے۔''ولقد اتینا موسیٰ الکتاب وقفینا من بعده بالرسل (البقرہ:۸۷)'' ﴿اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی اور اس کے بعد پے در پے مسلسل رسول مبعوث کئے۔﴾

اسی طرح ہر نبی اور رسول اپنے بعد میں آنے والے نبیوں اور رسولوں کی آمد کی خوشخبری دیتے رہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اور رسول کی حیثیت سے مبعوث ہوئے تو انہوں نے انبیاء سابقین کی طرح بہت سے نبیوں اور رسولوں کی آمد کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ اپنے بعد صرف ایک رسول کی آمد کی، ان کے اسم مبارک احمد کے ساتھ خوشخبری سنائی ہے۔ چنانچہ آیت قرآنی ہے:''واذ قال عیسیٰ بن مریم یٰبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقاً لما بین یدی من التوراة ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد ۰ فلما جاء هم بالبیّنٰت قالوا هذا سحر مبین (الصف:۶)'' ﴿اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل بے شک میں تم سب کی جانب اللہ کا رسول ہوں۔ جو میرے سامنے کتاب تورایت موجود ہے۔ اس کی تائید وتصدیق کرتا ہوں اور خوشخبری سناتا ہوں۔ ایک ایسے رسول کی جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔ پس جب وہ رسول دلائل اور نشانیوں کے ساتھ مبعوث ہوا تو انہوں نے کہا یہ تو صاف اور ظاہر جادو ہے۔﴾

چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی بعثت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:''وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (آل عمران:۱۴۴)'' ﴿اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ سے پہلے بہت سے رسول ہو گذرے ہیں۔﴾

قرآن کریم میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا جہاں بھی ذکر آیا ہے اس میں نبیوں اور رسولوں کا تذکرہ پہلے گذرے ہوئے الفاظ کے ساتھ آیا ہے۔ آپ کے بعد کہیں بھی نبیوں اور رسولوں کی آمد کا ذکر نہیں ہے۔

آخری نبوت رسالت

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کو اپنے آخری نبی اور رسول کی حیثیت سے مبعوث

کر کے اعلان فرمادیا۔ ’’قل یایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً (اعراف:۱۵۸)‘‘ کہہ دیجئے ﴿اے انسانو! میں تم سب کی جانب اللّٰہ کا رسول ہوں﴾ اور قرآن کریم کی دوسری آیت کریمہ میں آپ کی ختم نبوت کا اعلان ان الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے۔

’’ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین‘‘ ﴿اور محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن وہ تو اللّٰہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ یعنی آپ کی ذات پر نبوت ورسالت کو ختم کر دیا گیا ہے۔﴾

قرآن کریم کی جو آیت کریمہ سب سے آخر میں نازل ہوئی وہ یہ ہے۔ ’’الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا‘‘ اللّٰہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔ ﴿آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا ہے۔﴾

قرآن کریم کی آیات کریمہ میں پوری تفصیل کے ساتھ سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کی نبوت ورسالت کو آخری اور ساری کائنات انسانی کے لئے حجت اور اس پر یقین وایمان لانا بنیادی شرائط میں رکھا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص قرآن کریم کی کسی بھی آیت کا مفہوم تبدیل کرنے کی جسارت کرے گا تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

احادیث الرسول ﷺ ...... متعلقہ ختم نبوت ورسالت

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللّٰہ ﷺ نے فرمایا: ’’کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون (بخاری، کتاب الانبیاء ج ۲ ص ۲۵۷، مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت)‘‘ ﴿بنی اسرائیل کی سیاست ورہنمائی انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ جب کوئی نبی وفات پاجاتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ وجانشین مقرر ہو جاتا تھا۔ بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ البتہ خلفاء کثرت کے ساتھ ہوں گے۔﴾

اس حدیث شریف میں نبیوں کی بعثت کے سلسلے کی نفی کی گئی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی تو نہیں آئے گا۔ البتہ حضور ﷺ کے بعد خلفاء کی کافی تعداد کا تذکرہ ہے جو حضور ﷺ کی نبوت ورسالت کے احکام اور حضور ﷺ کی تعلیمات کی تبلیغ واشاعت کا فریضہ انجام دیں گے۔

’’عن ابی ھریرۃ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ ویقولون ھلّا وضعت ھذہ اللبنۃ وانا خاتم النبیین (بخاری کتاب المناقب ج ۲ ص ۲۷۰)‘‘ ﴿حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللّٰہ ﷺ نے فرمایا میری مثال پہلے انبیاء علیہم السلام کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے کسی شخص نے بہت عمدہ آراستہ وپیراستہ گھر بنایا۔ مگر اس کے ایک گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی۔ جب اسے دیکھنے کے لئے لوگ جوق در جوق، گروہ در گروہ آتے تو دیکھ کر خوش ہوتے اور یہ کہتے جاتے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہ رکھ دی گئی تاکہ عمارت مکمل ہو جاتی۔ چنانچہ اس جگہ کو میں نے پر کر دیا ہے۔ یعنی

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.LAULAK.INFO

(قصر نبوت کی تعمیر مکمل ہوگئی ہے) اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔﴾

ایک اور روایت یہ ہے کہ:''وانا تلك اللبنة'' ﴿میں ہی وہ آخری اینٹ ہوں۔﴾

ایک دوسری حدیث شریف میں حضرت رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا:''انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم (ابن ماجه)'' ﴿میں ہی سب سے آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔﴾

ایک اور حدیث شریف میں حضرت رسول کریمﷺ نے ارشاد فرمایا:''انا اوّل النبیین فی الخلق وآخرهم فی البعث (ابن کثیر ج۸ ص۴۸)'' ﴿میں خلقت میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے پہلے تھا اور بعثت میں سب سے آخر میں ہوں۔﴾

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے:''قال رسول اللهﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (ترمذی ج۲ ص۱۲۹، وقال هذا حدیث صحیح)'' ﴿حضرت رسول آخر الزمانﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رسالت اور نبوت کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے۔کوئی رسول اور نبی میرے بعد نہیں ہوگا۔﴾

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ:''قال، قال رسول اللهﷺ لا تقوم الساعة حتّی یبعث دجالون کذابون قریباً من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول الله وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (مسلم، بخاری، ترمذی، ابوداؤد)'' ﴿حضرت رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تیس کے قریب کذاب، دجال دنیا میں نہ آجائیں۔ان میں سے ہر ایک یہی گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں۔میرے بعد اور کوئی نبی نہ ہوگا۔﴾

بہرنوع ختم نبوت ورسالت پر مشتمل احادیث کو محدثین کی ایک بڑی جماعت نے متعدد اور بہت قوی اسناد کے ساتھ حضرات صحابہ کرامؓ کی بڑی تعداد سے روایت کیا ہے۔ان کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ حضرت رسول اللہﷺ نے مختلف مواقع پر مختلف طریقوں سے اور مختلف الفاظ سے قطعی اعلان فرمادیا تھا کہ آپؐ اللہ کے آخری نبی ورسول ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا اور اگر کوئی نبوت ورسالت کا دعویٰ کرے گا تو وہ کذاب اور دجال ہے۔

جھوٹے مدعیان نبوت

دشمنان اسلام نے دین اسلام کا ہمہ گیر اثر ونفوذ دیکھ کر ہزار جتن کئے کہ اس کی مقبولیت کے آگے بند باندھ کر اسلامی اثرات زائل کر دیئے جائیں۔مگر جس دین کو اللہ تعالیٰ نے کائنات میں پھیلانے اور جس روشنی کو اقصائے عالم کے گوشے گوشے تک پہنچانے کا وعدہ اور اعلان فرمایا ہے اسے کون نقصان پہنچا سکتا ہے۔

''والله متم نوره ولو کره المشرکون'' کفار ومشرکین کی ان مساعی لاحاصل میں آخری حربہ یہ تھا کہ جھوٹی نبوت ورسالت کا اعلان کر کے فتنہ ارتداد کا دروازہ کھول دیا جائے۔چنانچہ سوچی سمجھی سازش کے تحت اسلام قبول کرنے کا اقرار اور اعلان کر لینے کے بعد اس سے انحراف کی باقاعدہ مہم کا آغاز حضور خاتم الانبیاﷺ کے آخری عہد وصال میں ہوگیا تھا۔اس فتنے کا بانی اسود عنسی تھا۔اس کا اصل نام عبھلہ ابن کعب اور لقب ذی اخمار تھا۔

اسود عنسی نے جب اپنی جھوٹی نبوت کا اعلان کیا تو نجران کے عیسائیوں نے فوراً اس کے ساتھ امداد اور تعاون کا باقاعدہ معاہدہ کرلیا اور اس کی جھوٹی نبوت کو مقبول بنانے اور اس کا دائرہ اثر بڑھانے کے لئے باقاعدہ مہم شروع کر دی تھی۔

اسی اثناء میں یمامہ کے علاقے میں مسیلمہ بن حبیب نے بھی نبوت کا ذبہ کا اعلان کر کے اسلام اور ملت اسلامیہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا تھا اور حضرت سید الکونین رسول آخرالزمان ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک قاصد روانہ کیا۔ جسے ''معاہدہ نبوت ورسالت'' کا عنوان دے کر شراکت کا معاملہ طے کرنے کی خاطر بھیجا گیا تھا۔

ان جھوٹے اور کذاب مدعیان نبوت کے خلاف جہاد کرنے اور ان کا قلع قمع کرنے کے لئے حضرت رسول کریم ﷺ نے باقاعدہ مجاہدین اسلام کا ایک لشکر تیار کرنے کا حکم دیا تھا۔ ان جھوٹے مدعیان نبوت میں سے اسود عنسی کو حضور ﷺ کے اس دنیاوی حیات مبارکہ میں ہی قتل کر کے جہنم واصل کر دیا گیا تھا۔ مگر مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے آپ ﷺ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کی سرکردگی میں صحابہ کرامؓ کا ایک لشکر بھیجنے کا حکم دیا۔ ابھی اس کی تیاری ہو رہی تھی کہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کا وصال ہو گیا اور اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

خلیفۃ الرسول ﷺ

حضور ﷺ کے یار غار حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ کے پہلے خلیفہ راشد مقرر ہوئے تو ان دنوں فتنہ ارتداد کے ساتھ ساتھ منکرین زکوٰۃ کا بھی زبردست فتنہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اور دشمنان اسلام نے چاروں جانب سے اسلام اور ملت اسلامیہ کی وحدت کے خلاف ایک منظم حملہ کر دیا تھا۔ ایسے نازک اور سنگین حالات میں اگرچہ کچھ لوگوں نے امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبرؓ کو مشورہ دیا کہ ایسے خطرناک حالات میں جنگ کے بجائے داخلی نظام کے استحکام پر ساری توجہ مبذول کرنی چاہئے۔ مگر پہلے خلیفہ راشد، مزاج شناس رسول، امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حالات کی پروا کئے بغیر، اعلان فرمادیا کہ مجاہدین اسلام کے جس لشکر کو مسیلمہ کذاب اور جھوٹے مدعیان نبوت کے سرکوبی اور فتنہ انکار عقیدۂ ختم نبوت کے سدباب کے لئے حضور ﷺ سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ نے تیار فرمایا ہے۔ اسے روکنے والا کون ہو سکتا ہے؟ حالات خواہ کچھ بھی ہوں یہ لشکر ضرور جائے گا۔ چنانچہ حضرت اسامہ بن زیدؓ جیسے نو عمر اور نوجوان مجاہد اسلام کی زیر کمان یہ لشکر حضرت فاروق اعظمؓ حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ جیسے جلیل القدر اور تجربہ کار جرنیلوں نے خود روانہ کیا اور سب حضرات الوداع کہنے دور تک باہر لشکر کے ساتھ تشریف لے گئے تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ جنہیں حضور رسول کریم ﷺ نے ''سیف من سیوف اللہ'' کے تمغے اور اعزاز سے سرفراز کیا وہ بھی اس میں شریک لشکر کئے گئے تھے۔

چنانچہ چند دنوں کے اندر اندر مسیلمہ کذاب اور دوسرے جھوٹے مدعیان نبوت کا ذبہ کا خاتمہ کر کے فتنہ ارتداد کا ہمیشہ کے لئے سدباب کر دیا گیا تھا۔

خدانخواستہ اگر ظلی، بروزی یا کسی عنوان کے ساتھ بھی حضور رسول آخرالزمان، خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد سلسلۂ نبوت ورسالت جاری رکھنے کی اجازت ہوتی تو حضور ﷺ اپنی اس دنیاوی

حیات مبارکہ میں کبھی ایسی خطرناک مہم کا آغاز نہ فرماتے۔ (نعوذ باللہ)

حضور ﷺ نے اور آپؐ کے خلفاء راشدین صحابہ کرامؓ نے اپنے دور خلافت راشدہ میں بعدازاں بنوامیہ اور بنوعباس اور بعدازاں کے مختلف ادوار میں کسی بھی مسلمان حکمران نے نبوت کاذبہ اور جھوٹے مدعیان نبوت کو کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کیا ہے۔ ان سب کا علاج جہنم واصل کرنے کی صورت میں کیا گیا ہے۔ ترکی اور ایران میں بابی اور بہائی فتنے نے سر اٹھایا تو وہاں کی حکومتوں نے ایسے فتنہ گروں کا نام ونشان مٹا دیا تھا۔

مغل حکمرانوں کے زوال اور فرنگی سامراج کا دور اقتدار

۱۸۵۷ء میں مغلیہ مسلم سلطنت کے زوال کے بعد جب عیسائیوں نے ہندوستان (برصغیر پاک وہند) کے علاقے پر قبضہ کرلیا تو سارے برصغیر کے مسلمانوں نے غیر ملکی انگریزی حکومت کے خلاف جہاد کا اعلان کردیا۔ فرنگی سامراج نے اس تحریک جہاد میں حصہ لینے والوں پر ظلم وستم، جبر وتشدد اور قتل وغارت کے وہ پہاڑ توڑے کہ آج اس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

۱۸۵۷ء کی تحریک جہاد (جسے انگریزوں نے غدر ۱۸۵۷ء نام دے کر اس کی عظمت کو کم کرنے کی سعی مذموم کی تھی) اس کی قیادت چونکہ علماء کرام اور مذہبی حلقے کے ہاتھوں میں تھی۔ اس لئے فرنگی سامراج نے علماء کرم کا وجود ہی نیست ونابود کرنے کی مہم شروع کردی اور سینکڑوں علماء کرام کو گرفتار کر کے انہیں تختۂ دار پر لٹکا دیا جاتا تھا۔ جب اس سے بھی تحریک جہاد کا سدباب نہ ہوسکا تو علماء کرام اور مذہبی طبقے کے افراد پکڑ کر انہیں دہلی اور دوسرے بڑے شہروں کی سڑکوں پر واقع درختوں کے ساتھ باندھ کر ان کا جسم یا تو گولیوں کے ساتھ چھلنی کردیا جاتا یا انہیں درختوں کی شاخوں کے ساتھ لٹکا کر پھانسی دے دی جاتی تھی۔ دہشت وبربریت کا ایک ہولناک ماحول پیدا کر کے برصغیر کے مسلمانوں کا جوش ایمانی اور جذبۂ جہاد ٹھنڈا کرنے کی ناپاک کوشش کی جارہی تھی۔

جھوٹی نبوت کا فتنہ

جب یہ حربہ بھی ناکام دکھائی دینے لگا تو فرنگیوں نے آخری حربہ یہ استعمال کیا کہ جھوٹا مدعی نبوت کھڑا کر کے اسلامی تعلیمات کے نام سے ہی جہاد کی دائمی حرمت کا فتنہ رونما کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی۔

چنانچہ ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی اور تحریک جہاد کی مخالفت کر کے انگریز غاصبوں کا بھرپور ساتھ دے کر وفاداری کا مظاہرہ کرنے والے مشرقی پنجاب ضلع گورداسپور کے قصبہ قادیان کے ایک نام نہاد مغل خاندان کے غریب اور معمولی زمیندار غلام مرتضیٰ کے گھر پیدا ہونے والے بدبخت مرزاغلام احمد کو اس ناپاک مشن کے لئے چن لیا گیا۔ مرزاغلام احمد نے چونکہ غربت وافلاس کے ماحول میں جنم لیا تھا۔ س لئے مالی حالت بہتر بنانے کی خاطر پنجاب ہی کے ایک ضلع سیالکوٹ میں پٹواری کی آسامی پر پندرہ روپے ماہوار ملازمت اختیار کرلی۔

۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء تک ملازمت کا سلسلہ جاری رہا۔ اس دوران اس نے بعض علماء سے مذہبی لٹریچر حاصل کر کے ضروری معلومات حاصل کیں۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے فرنگی شاطروں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا مہرہ بنانے کے لئے گہری چال چلی اور ہندو پنڈتوں آریہ سماجیوں اور ساتن دھرمیوں کے خلاف مناظروں کا ایک محاذ قائم کردیا گیا۔ تاکہ لوگ اسے غیر مسلموں کا شدید مخالف سمجھیں۔ ظاہر ہے کہ سادہ لوح مسلمانوں کے دل میں مرزا غلام احمد قادیانی کی قدر ہونے لگی کہ اچھا کام کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بعض عیسائیوں اور پادریوں کے خلاف بھی پمفلٹ اور اشتہارات شائع ہونے لگے۔ اس طرح یہ تاثر دیا گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی عیسائیوں کا بھی مخالف ہے۔

چنانچہ ۱۸۷۹ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے معاشی حالات مزید سدھارنے کے لئے پچاس جلدوں پر مشتمل ایک ایسی ضخیم کتاب لکھنے کا اعلان کیا جس میں عیسائیت اور ہندومت پر اسلام کی برتری ثابت کرنے کا چکمہ دیا گیا تھا۔ اس کی طباعت واشاعت کے اخراجات اپنے پاس نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں سے اپیل کی گئی کہ وہ کتاب کی پیشگی قیمت ادا کر کے میری مدد کریں۔ لوگوں نے اس کی قیمت پیشگی ادا کردی۔ مگر مرزا قادیانی نے ۱۸۸۴ء تک چار برس میں صرف چار مختصر کتابچے طبع کرائے۔ اس کے بعد جب لوگوں نے شدید احتجاج کیا کہ ضخیم پچاس جلدوں کی قیمت وصول کرنے کے باوجود یہ پانچ جلدیں کیوں؟ تو مرزا قادیانی نے اس کی یہ توجیہہ کی کہ پچاس اور پانچ میں صرف ایک صفر ہی کا فرق تو ہے۔ یعنی پانچ کو ہی پچاس سمجھ لیا جائے۔

اس فریب کاری سے مرزا قادیانی کی مکارانہ ذہنیت کا پتہ چلتا اور ثبوت ملتا ہے۔ اس سے بڑی دجل اور دھوکہ دہی کی بات اور کیا ہوسکتی ہے؟

الہام کی باتیں

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کتاب براہین احمدیہ کے ذریعہ یہ پروپیگنڈا کیا کہ وہ اللہ کا ایسا بندہ ہے جس کو الہام ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے: ''اور یہ بھی معلوم رہے کہ تحقیق الہام ربانی کے لئے کہ جو خاص خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے اور امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایک اور راستہ بھی کھلا ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ امت محمدیہ میں کہ جو سچے دین پر ثابت اور قائم ہیں۔ ہمیشہ ایسے لوگ پیدا کرتا ہے کہ جو خدا کی طرف سے ملہم ہو کر ایسے امور غیبیہ بتلاتے ہیں۔ جن کا بتلانا بجز خدائے وحدہ لاشریک کے کسی کے اختیار میں نہیں اور خدا تعالیٰ اس پاک الہام کو انہیں ایمانداری کو عطاء کرتا ہے کہ جو سچے دل سے قرآن شریف کو خدا کا کلام جانتے ہیں اور صدق اور اخلاص سے اس پر عمل کرتے ہیں اور حضرت محمد ﷺ کو خدا کا سچا اور کامل اور سب پیغمبروں سے افضل اور اعلیٰ اور بہتر اور خاتم الرسل اور اپنا ہادی اور رہبر سمجھتے ہیں۔'' (براہین احمدیہ ص ۲۱۵، خزائن ج ۱ ص ۲۳۸)

اس طرح مرزا قادیانی نے پہلے اصل اسلامی عقائد کے ساتھ ساتھ یہ تاثر قائم کرنے کی کوشش کی کہ امت کے اچھے لوگوں کو ہی اللہ تعالیٰ ملہم (یعنی جن پر الہام ہوتا ہے) پیدا کرتا ہے اور وہ غیب کی باتیں بتانے والے ہوتے ہیں۔ پھر الہام کے الفاظ بھی بیان کئے گئے جو درج ذیل ہیں۔

ا...... ''یا احمد بارك الله فيك'' اے احمد! اللہ تجھ میں برکت دے۔

(براہین احمدیہ ص ۲۳۸، خزائن ج ۱ ص ۲۶۵)

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.LAULAK.INFO

۲...... ’’یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیك انك باعیننا یرفع اللّٰہ ذکرك‘‘
اے احمد! تیرے ہونٹوں پر رحمت جاری ہوگئی ہے۔ بے شک تم ہماری نگاہوں میں ہو۔ اللہ تیرا ذکر بلند کرے گا۔
(براہین احمدیہ ص۲۴۱، خزائن ج۱ص۲۶۷)

۳...... ’’یا ایها المدثر قم فانذر وربك فکبر انی رافعك الیّ والقیت علیك محبة منی ‘‘اے مدثر! اٹھ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر۔ میں تجھے اپنے پاس اٹھاؤں گا اور تجھ پر میں نے اپنی محبت ڈال دی ہے۔
(براہین احمدیہ ص۲۴۲، خزائن ج۱ص۲۶۷)

محمد رسول اللہﷺ کی دو بعثتیں

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی ذات پر الہام ہونے کی باتوں اور پروپیگنڈے کے ساتھ ساتھ اب پینترا بدل کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ حضرت محمد رسول اللہﷺ کی دو بعثتیں ہیں۔ ایک اصل اور دوسری بروزی۔ چنانچہ اس نے لکھا کہ: ’’اور جان لو کہ ہمارے نبی کریمﷺ جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے یعنی چھٹی صدی مسیحی میں، ایسا ہی مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار (یعنی تیرھویں صدی ہجری) کے آخر میں مبعوث ہوئے۔‘‘
(خطبہ الہامیہ ص۱۸۰، خزائن ج۱۶ص۲۶۸)

محمدؐ است وعین محمدؐ

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو مسیح موعود قرار دیا۔ قادیانی اخبار الفضل قادیان (۲۸/اکتوبر ۱۹۱۵ء جلد۳ نمبر۵۵) میں مرزا کی ذات کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے لکھا کہ: ’’یوں کہو کہ مسیح موعود ایک ایسا آئینہ ہے جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔ یا یوں کہو کہ حضرت مسیح موعود ایک ایسا واسطہ ہے جس کے ذریعے محمدی قوت اور جلال پھر از سر نو دنیا پر ظاہر ہوا۔ الغرض ان تمام باتوں کا لب لباب وہی الفاظ ہیں جو کہ میرے مضمون کے لئے اصل شاہراہ کا کام دے رہے ہیں۔ یعنی یہ کہ مسیح موعود محمد است وعین محمد!
(الفضل قادیان مورخہ ۲۸/اکتوبر ۱۹۱۵ء)

قادیان میں محمد رسول اللہ کا نزول

’’اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن کیا جائے گا۔ جس سے مراد یہی ہے کہ وہ میں ہی ہوں۔ یعنی مسیح موعود نبی کریمﷺ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے محمدﷺ کو اتارا۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص۱۰۴،۱۰۵، ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ ش۳ مارچ اپریل ۱۹۱۵ء)

پہلی بعثت میں محمدؐ ہے تو اب احمد ہے
تجھ پہ پھر اترا قرآن رسول قدنی

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۶/اکتوبر ۱۹۲۲ء ج۱۰ ش۳۰ ص۱)

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

قرآنی آیت کا مصداق مرزا قادیانی؟

قرآن کریم کی آیت سورہ الفتح میں ’’محمدؐ رسول اللہ‘‘ جو نام ہے اس سے مراد میں ہوں۔ (نعوذ باللہ) چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ’’ایک غلطی کا ازالہ‘‘ لکھتے ہوئے کہا ہے۔ ’’محمد رسول اللّٰہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم ’’اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۴، خزائن ج۱۸ص۲۰۷)

مرزا، تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل

’’اس (آنحضرت ﷺ) کے شاگردوں میں علاوہ بہت سے محدثوں کے ایک (مرزا غلام احمد قادیانی) نے نبوت کا درجہ بھی پایا اور نہ صرف یہ کہ نبی بنا۔ بلکہ...... بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا۔‘‘ (حقیقت النبوۃ ص۲۵۷)

تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر

’’خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت ﷺ کا میں مظہر ہوں۔ یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۲ حاشیہ، خزائن ج۲۲ص۷۶)

مسیح علیہ السلام کا چال چلن

مرزا قادیانی نے حضرت مسیح عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ’’مسیح علیہ السلام کا چال چلن کیا تھا۔ ایک کھاؤ پیو، نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔‘‘
(مکتوبات احمدیہ ج۳ص۲۱،۲۲)

عیسیٰ علیہ السلام شرابی تھے

’’یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔‘‘ (کشتی نوح ص۷۵ حاشیہ، خزائن ج۱۹ص۷۱)

مرزا قادیانی ابن مریم سے بہتر

مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو تمام انبیاء سے افضل اور بہتر قرار دینے کے ساتھ ساتھ خاص طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھا:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ص۲۴۰)

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

مرزائی اسلامی مرکزیت کوفنا کرنے کیلئے خوفناک سازشیں کررہے ہیں!

مولانا محمد حیاتؒ

حضرت مولانا محمد حیات صاحب جنہیں دنیا ’’فاتح قادیان‘‘ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ ایک مجاہد، خطیب اور مناظر تھے۔ شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا منظور احمد الحسینیؒ ایسے سینکڑوں مناظرین اسلام نے آپ سے ردقادیانیت کی تربیت حاصل کی۔ وہ اس دھرتی پر آیت من آیات اللہ تھے۔
۱۹۵۰ء میں باغ لانگے ملتان میں ختم نبوت کانفرنس کے ایک اجلاس میں آپ کا بیان ہوا۔
۲۶؍دسمبر ۱۹۵۰ء کے روزنامہ آزاد سے پیش خدمت ہے۔ ادارہ

برادران محترم! آپ حضرات نے مرزائیت کے متعلق اس کا مذہبی پہلو تو سن لیا ہے۔ میں اس فتنہ کی سیاسی پوزیشن کی وضاحت کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔ مرزائی ایک سیاسی گروہ ہے جس کا مقصد وحید صرف یہ ہے کہ انگریز کی حکومت کو دنیا میں قائم رکھا جائے اور انگریزی سلطنت اور اقتدار کی جڑیں نہایت مستحکم ومضبوط کی جائیں۔ بلکہ یوں سمجھئے کہ مذہب اسلام کو دنیا سے مٹانے اور اسے نیست ونابود کرنے کے لئے صرف ایک ہی طریقہ ہوسکتا ہے کہ انگریز دنیا میں موجود رہیں اور ان کی سلطنت وحکومت ہمیشہ ہمیشہ قائم رہے۔ تاکہ وہ براہ راست اسلام کی عزت وعظمت اور شان وشوکت کو ملیا میٹ کرتے رہیں۔

میں اپنی تقریر میں کوئی ایسی بات نہیں کہوں گا۔ جو میری اپنی بنائی ہوئی بات ہو۔ بلکہ اپنی تقریر کے ایک ایک جز کا ثبوت خود مرزائیوں کی اپنی کتابوں سے دیا جائے گا۔ حضرات! مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد انگریز سرزمین ہندوستان میں پورا اثر اقتدار مسلط کر چکا اور مسلمانوں کو زندگی کے ہر معاملہ میں اتنا پیچھے دھکیل چکا تھا کہ دنیا یوں محسوس کرنے لگی گویا مسلمانوں کا وجود اس سرزمین سے ختم ہو چکا ہے۔ اب صرف مسلمانوں کی چلتی پھرتی چند لاشیں رہ گئیں تھیں۔ جو محض دنیا میں اس لئے موجود ہیں تاکہ وہ دنیا کے لئے درس عبرت ہوں۔ کل جو سلطنت واقتدار پر متمکن تھے۔ آج زندگی کے ہر میدان میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ حالات دن بدن انگریزی اقتدار کے لئے سازگار ہوتے گئے اور مسلمان من حیث القوم ختم ہوکر رہ گئے۔

آزادی کا آغاز

مگر اسی سرزمین میں چند وہ مایہ ناز اور قابل قدر ہستیاں بھی موجود تھیں جو دیکھنے میں تو مردہ لاشیں تھیں۔ لیکن درحقیقت وہ دنیائے اسلام کی ماضی کے چلتے پھرتے مجسمے اور آزادی کے گرانقدر پیکر تھے۔ جن کے سینے حب

الوطنی اور حمیت اسلامی سے معمور تھے۔ ہندوستان کو ایک غیر ملی قوم کے قبضہ میں دیکھ کر ان کے خون کھول اٹھتے ان کی آنکھیں آشکبار اور دل سوز وگداز سے دھڑکنے لگتے۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے سفاک اور بے رحم حکمران مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر چکے تھے۔ یہ ایک اصولی بات ہے کہ جو قوم صدیوں پہلے اس ملک پر حکمران کی حیثیت سے قابض رہ چکی تھی ان کی آنکھوں سے سلطنت واقتدار کا نشہ کب اتر سکتا تھا اور نا معلوم اس قوم میں غیرت کی دبی ہوئی چنگاری کب بھڑک اٹھے اور برسر اقتدار طبقہ سے الجھ پڑے۔ اس لئے بھی اس قوم کو دبائے رکھنا بے حد ضروری تھا۔ لیکن یہ تو بعید از عقل ہے کہ اس قوم کے تمام افراد ہی اپنی روایات کو بھول جائیں۔ ان میں چاہے ایک فرد ہی کیوں نہ ہو۔ کبھی نہ کبھی ان کی ماضی کی شان وشوکت کی یاد ضرور ایک تصویر بن کر سامنے آجاتی ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کا وہ طبقہ جنہیں اپنی تاریخ سے کچھ بھی لگاؤ باقی تھا ان کے سینوں میں وہ جذبات بھڑک اٹھے۔ وہ طبقہ جو مذہبی لحاظ سے درگاہوں کے ذریعہ اندر ہی اندر استخلاص وطن کے لئے ایک اچھی خاصی فوج تیار کر رہے تھے اور ہندوستانی مسلمانوں کے ذہن صاف کر کے ان میں اپنی ماضی کی تاریخ کے مٹے ہوئے نقوش پھر تازہ اور زندہ کرتے رہے۔

علمائے حق کی اس مختصر سی جماعت نے درس وتدریس اور تعلیم وتعلم کے ذریعہ سرزمین ہند میں اچھے خاصے ہم خیال پیدا کر لئے اور آہستہ آہستہ انگریزی گورنمنٹ کے خلاف اچھی خاصی بغاوت کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ علمائے کرام نے سب سے بڑا کام جو آزادی وطن کے لئے سرانجام دیا وہ یہ تھا کہ ہندوستانیوں میں جذبہ جہاد پھر سے زندہ کیا اور انہیں اس بات پر تیار کیا کہ اس غلامی کی زندگی سے بہتر ہے کہ یا تو وہ من حیث القوم ختم ہو کر درجہ شہادت حاصل کریں اور یا پھر ان دشمنان اسلام اور غاصبان وطن کے خلاف کھلم کھلا اعلان جنگ کریں اور اپنے ملک اور اپنے وطن کی آبرو کو غیر ملکی باشندوں کی دست وبرد سے محفوظ کریں۔

چنانچہ مجاہدین کی تحریک آزادی کا بجا اثر ہوا۔ حتیٰ کہ انگریز کی فوجوں کے وہ مسلمان جو بحیثیت ملازم انگریزی اقتدار کے ممدومعاون اور محافظ یا پاسبان تھے ان میں بھی حمیت اسلامی اور حب الوطنی کا مبارک جذبہ موجزن ہونے لگا۔ انگریز اس تحریک کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا کہ ہندوستان کی اس مردہ اور بے سروسامان قوم کے پاس آخر کون سا سامان جنگ ہے۔ جس کے بل بوتے پر یہ قوم بغاوت کی طرف مائل ہو رہی ہے اور ملک کے شاہی سازوسامان اور اسلحہ جات کے مدمقابل ایک قلعہ کی دیوار بن کر حائل ہونے کو تیار ہے۔ اس فوج کی تنظیم وتربیت کے سلسلہ میں وہ کون سا خزانہ ہے جس کی بے بہار قوم پر اس فوج کا دارومدار ہے۔

حق وباطل کی جنگ

مجاہدین کی یہ بے سروسامان اور مادی قوت وطاقت سے تہی دست جماعت انگریز کی مسلح اور کیل کانٹوں سے لیس اور بے پناہ فوج کے مقابلہ میں آکھڑی ہوئی۔ سرزمین ہند کا بچہ بچہ آزادی وطن کے لئے سرفروشانہ جذبات کے ساتھ میدان عمل میں کود پڑا۔ جہاں تک تحریک آزادی کا تعلق ہے اس سلسلہ میں ہندوستان کے مجاہد علمائے کرام نے بیش بیش حصہ لیا اور بڑھ چڑھ کر اپنی تمام قربانیاں آزادئ وطن کے لئے پیش کردیں۔ آزادئ وطن

کی اس تحریک کو زندہ اور باقی رکھنے کے لئے مختلف مقامات پر درسگاہیں کھولی گئیں تاکہ درس وتدریس اور تعلیم کے ذریعہ ہندوستان کے مسلمانوں میں وہ شعور پیدا کیا جائے جس سے آزادی وطن کا مفہوم آسانی سے سمجھ آسکے اور ذہنوں میں ایک ایسا انقلاب آجائے جو انگریزی اقتدار واختیار سے کلیتہً بغاوت کا اعلان کر دے۔ شعوری طور پر کوئی شخص ایسا نظر نہیں آتا تھا جو والہانہ جوش، عقیدت کے ساتھ اس مبارک تحریک میں شامل نہ ہوا ہو۔ مجاہدین قدم قدم پر کامیابی وکامرانی کا منہ دیکھنے لگے۔

مرزائیت کی ابتداء

حضرات! میں نہایت مختصر وقت میں مرزائیت کے پولیٹیکل حالات عرض کر کے اپنی معروضات ختم کردوں گا۔ کیوں کہ اس موضوع پر حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری مدظلہ العالی نے نہایت ہی تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ مجاہدین کی ان پیش قدمیوں کو دیکھ کر انگریز نے ایک نئی چال چلی کہ اسلامی جذبہ اسلامی تعلیمات اور اسلامی مرکزیت کو ختم کرنے کی کوئی سبیل بنانی چاہیے۔ اس اہم کام کی انجام دہی کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو تیار کیا۔ اس سے نبوت کا دعویٰ کرانے کے بعد اسلامی رنگ میں یہ فتویٰ صادر کرایا کہ اب جہاد ہمیشہ کے لئے حرام ہو چکا ہے۔ یہ تو ہوسکتا ہے کہ کسی موقعہ پر جہاد کا وقت نہ ہو۔ مثلاً کوئی یوں کہے کہ اس وقت نماز نہ پڑھو۔ کیوں کہ ابھی وقت نہیں ہوا۔ یہ ٹھیک ہے اور اگر یوں کہنا شروع کر دے کہ بس ہمیشہ کے لئے نماز معاف ہوگئی اور اب نماز پڑھنا حرام ہے...... ! یہ تو ارکان اسلام کی سراسر توہین ہے۔

غرضیکہ مرزاقادیانی نے کئی سال تک ایک ایسی جماعت تیار کی جو انگریزی گورنمنٹ کی اطاعت وفرمانبرداری کا دم بھرتی رہی اور جہاد کی دائمی حرمت کے بعد آہستہ آہستہ اسلام کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کرنا شروع کر دیا کہ میرے نزدیک اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک اللہ کو ماننا اور دوسرا انگریزی حکومت کی اطاعت وتابعداری کرنا اور بانگ دہل اعلان کیا کہ میرے نزدیک سب سے بڑا مسئلہ جس نے اسلام کو بدنام کیا وہ جہاد ہے اور اب جب سے میں نے جہاد کی حرمت کا فتویٰ صادر کیا ہے۔ اس وقت سے میری جماعت کی حالت اس آدمی جیسی ہے جو خصی کر دیا گیا ہو؟ یہاں بعض حضرات کہا کرتے ہیں کہ مرزائی تو عیسائیوں کے ساتھ مناظرے کیا کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ جھگڑتے ہیں۔ ان حضرات کے جواب میں بہتر یہی ہے کہ مرزاقادیانی کا اپنا اعتراف بیان کروں کہ عیسائیوں کے ساتھ مناظروں کی پوزیشن کیا ہے۔ مرزاقادیانی نے گورنر کے نام جو خطوط ارسال کئے اس میں لکھا ہے کہ عیسائیوں کے جو ہم مناظرہ کرتے ہیں۔ وہ حکمت عملی کی وجہ سے ہے تاکہ وحشی مسلمانوں کا جوش ٹھنڈا کیا جائے۔ (دو خط مرزا کے)

اب آپ حضرات اس سے اندازہ فرمائیں کہ مرزائی عیسائیوں کے ساتھ کیوں مناظرہ کرتے ہیں۔ یہ ہم روزمرہ کی زندگی میں بھی دیکھتے ہیں کہ اگر دو بچے آپس میں کھیل کود کے دوران لڑائی جھگڑا کرنا شروع کر دیں تو جس لڑکے نے مار پٹائی کی ہوتی ہے اس کے وارث اپنے بچے کو آکر ہی لعن طعن شروع کر دیتے ہیں۔ وہ بجائے دوسرے بچے کو کچھ کہنے کے اپنے بچے کو ہی ڈانٹ پلاتے ہیں۔ تاکہ دوسرے بچے کے وارثوں کا جوش ٹھنڈا ہو جائے اور معاملہ آگے بڑھنے سے رک جائے۔

الغرض مرزا قادیانی نے ہمیشہ یہی کوشش کی کہ کسی نہ کسی طریقہ سے مسلمانوں کا جوش ایمانی ختم کیا جائے اور وہ جذبۂ اسلام جو کافی عرصہ سے مسلمانوں کے خون کا ایک جزو بن چکا ہے اسے سرے سے نیست و نابود کر دیا جائے۔ ابھی کل کا واقعہ ہے۔ جب ''رنگیلا رسول'' ایک کتاب چھپی تھی۔ وہ کتاب ایک ہندو کی تحریر کردہ تھی۔ اس میں سرکار مدینہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں نازیبا الفاظ استعمال کر کے پیغمبر اسلام کی گستاخی کی تھی۔ اس کتاب کے خلاف لوگوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ جوش اسلامی اور غیرت دینی نے جوش مارا۔ لاہور میں اس کے خلاف احتجاجی تقریریں ہوئیں کہ یا تو دنیا میں مسلمانوں کے کان نہیں ہونے چاہئیں جن سے وہ سرکار مدینہ ﷺ کی شان میں گستاخانہ الفاظ سنیں اور یا وہ مسلمان دنیا میں زندہ نہیں رہنے چاہئے جو اپنے پیغمبر کی شان اقدس میں نازیبا الفاظ سنتے رہے۔

اس جذبات انگیز واقعے پر مسلمانوں میں غیرت اسلامی جوش کر آئی اور لاہور سے علم الدین نامی ایک شخص نے رنگیلا رسول کے ہندو مصنف راجپال کو قتل کر دیا۔ اس پر ہندو اور مسلمانوں میں ایک دوسرے کے خلاف جذبات بھڑک اٹھے۔ معاملہ طول پکڑ گیا۔ غازی علم الدین کو گرفتار کر لیا گیا۔ آپ کے ساتھ اور بہت سے مسلمانوں کو بھی سزائیں دی گئیں۔ غازی علم الدین کی گرفتاری پر مرزا محمود صاحب خلیفۂ قادیان نے تحریر کیا: ''یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک مذہب کے عقیدت مندوں کو قتل کر دیا جائے اور کوئی مولوی ایسا ہو جو غازی علم الدین کو جیل میں جا کر یہ سمجھا دے کہ تو اب معافی مانگ لے۔ اس سے تیری جان بچ جائے گی۔''

اب آپ حضرات خود ہی اندازہ فرمائیں کہ مرزائی کس کس طریقہ سے مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ جہاد کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر اس وقت محض وہ تمام واقعات بالاستیعاب ذکر کروں تو اچھی خاصی داستان بن جائے۔ مرزائی ایک ایک مرحلہ پر مسلمانوں کو تباہ کرنے اور اسلام کو دنیا میں بدنام کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی سازش ضرور کرتے ہیں اور اپنے محسن انگریز کی خصوصی امداد کی وجہ سے ساری دنیا کے مسلمانوں کو مرتد بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

حرف آخر

محترم حضرات! مرزائیوں نے انگریز سے ساز باز کر کے اسلام کی تباہی کے جو منصوبے تیار کئے ہیں اور جس جس اقسام پر اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ہے۔ میرے پاس اس کا اتنا مواد موجود ہے کہ میں اپنی زندگی کے لیل و نہار ہی ان واقعات کے بیان میں صرف کر دوں۔ میں نے مرزائیت کو قادیان میں رہ کر بہت قریب سے دیکھا ہے۔ میں نے تو اپنی زندگی کا بیشتر حصہ فرقہ مرتدہ مرزائیہ کی اندرونی اور خفیہ ریشہ دوانیوں کے مطالعہ میں صرف کر دیا ہے۔ میری تو صرف ایک گزارش ہے کہ جن مرزائیوں کا رات دن کا مشغلہ یہ ہے کہ وہ انگریز کے اشاروں پر ناچتے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کی سازشیں کرتے ہیں۔ اب انگریز اپنا بستر لپیٹ کر رخصت ہو گیا ہے۔ اس کے اشاروں پر ناچنے والے بھی رخصت کر دینے چاہئے۔ یہ ملک مسلمانوں کا ملک ہے۔ اس ملک کا آئین اسلامی آئین ہوگا۔ اب اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کا یہاں کیا کام ہے۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

چناب نگر میں ردقادیانیت کورس!

مولانا اللہ وسایا

اللہ رب العزت کی عنایت کردہ توفیق سے ہر سال ماہ شعبان میں ''ردقادیانیت کورس'' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام منعقد ہوتا ہے۔ امسال یکم شعبان ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۵ جولائی ۲۰۰۹ء سے ۲۳ شعبان مطابق ۱۶ اگست ۲۰۰۹ء تک مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ میں یہ کورس منعقد ہوا۔ اس کورس میں ۳۸۶ حضرات نے داخلہ لیا، جن میں مدرسین، فارغ التحصیل علماء، دینی مدارس کے درجہ رابعہ اور اس سے اوپر کے طلبا کرام، اسکولوں، کالجز کے طلبا عزیز، تاجر، ملازم، غرضیکہ زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات نے بہت شوق سے حصہ لیا، اس سال بھی چاروں صوبوں، آزاد کشمیر سمیت پورے ملک سے شائقین نے شرکت سے سرفراز فرمایا، تبلیغی مرکز رائے ونڈ کے فضلاء بھی شریک ہوئے۔ علماء کرام کے جوڑ کی وجہ سے انہیں جلدی واپس جانا پڑا، بعض رفقاء اپنی گھریلو ضروریات یا بیماری کے باعث اجازت لے کر درمیان کورس سے چلے گئے یا جن حضرات کی حاضریاں مکمل نہ تھیں وہ امتحان میں شریک نہ ہوسکے، جن حضرات نے امتحان دیا ان کی تعداد ۳۴۶ تھی۔

پہلا امتحان

ہر سال پڑھائی کے آخر پر ایک پرچہ ہوتا تھا، اس سال تجرباتی طور پر تین پرچے ہوئے یہ تجربہ بہت مفید اور کامیاب رہا، آئندہ سے اسے لازمی قرار دیا جائے گا۔ پہلے ہفتہ میں قادیانی شبہات حصہ اول جو ختم نبوت کے مباحث پر مشتمل ہے مکمل کتاب مولانا غلام رسول دین پوری صدر مدرس مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر نے پڑھائی۔ ۸ شعبان کو اس کا پرچہ ہوا، دس سوال تھے اور تمام لازمی تھے اور سوال اتنے جامع تھے کہ ڈھائی سو صفحہ کی کتاب کے تمام مباحث ان سوالات میں آگئے، اللہ رب العزت نے کرم کا معاملہ فرمایا کہ تمام ساتھیوں نے بھرپور تیاری سے شرکت فرمائی اور پرچہ کو بہت عمدہ طریق پر حل کیا، فللہ الحمد۔

دوسرا امتحان

قادیانی شبہات جلد دوم جو حیات عیسیٰ علیہ السلام کے مباحث پر ساڑھے تین سو صفحات سے زائد پر مشتمل ہے، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد راشد مدنی، مولانا غلام رسول دین پوری نے پڑھائی۔ اس کا امتحان ۱۵ شعبان کو ہوا۔ اس کا نتیجہ بھی اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے اطمینان بخش رہا۔

وقت تعلیم

پہلے دن سے آخری دن تک روزانہ جو تعلیم کا وقت طے کیا گیا، وہ اس طرح تھا: صبح آٹھ بجے سے بارہ بجے تک تعلیم، ۱۲ بجے سے ساڑھے بارہ بجے کھانا، ساڑھے بارہ بجے سے اذان ظہر تک وقفہ آرام، ظہر کے بعد سے عصر تک تعلیم، بعد از عصر کتاب آپ بیتی حضرت شیخ الحدیثؒ کی مختصر تعلیم، مغرب تک وقفہ، بعد از مغرب کھانا شام،

بعد از عشاء تا گیارہ بجے شب تعلیم، تقاریر، سوال و جواب، تکرار، اس کے لئے پندرہ پندرہ ساتھیوں کے گروپ بنائے گئے، ہر گروپ پر ایک نگران مقرر کیا گیا، دن کو جس کتاب کا سبق ہوتا اس سے تقریر، اس کی دھرائی، اس کا تکرار یہ تجربہ بہت کامیاب رہا، پہلے دو ہفتہ تقاریر کی نگرانی مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد راشد مدنی نے کی۔ آخری عشرہ کی نگرانی مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا فقیر اللہ اختر نے فرمائی۔ تقریری مقابلہ کے تمام امور کی نگرانی اور فیصلہ کے فرائض مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا غلام مصطفیٰ نے سرانجام دیئے۔ بہاول پور مجلس کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی نے پہلے عشرہ میں کھانا پکوانے کی نگرانی اپنے ذمہ لئے رکھی، باقی دو ہفتہ مولانا عبدالرشید مبلغ مظفر گڑھ وڈیرہ غازی خان نے مطبخ کے جملہ امور کی بھرپور نگرانی فرمائی۔ داخلہ، خارجہ، ریکارڈ کی ترتیب، عصر کے بعد خواندگی کتاب، علاج معالجہ، سامان کی فراہمی، صبح و شام کی حاضری، اساتذہ کے وقت کی تقسیم کے جملہ امور مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے اپنے ذمہ لئے رکھے، انہیں کامیابی سے نبھایا بلکہ نبھانے کا حق ادا کیا۔ مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا عبدالرشید نے آپ کی معاونت کا حق ادا کیا۔ فلحمدللہ!

تیسرا امتحان

کذب مرزا، اس موضوع پر مولانا محمد قاسم رحمانی نے لیکچر دیئے، تحریک ہائے ختم نبوت پر مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کے لیکچر ہوئے۔ ہمیں ختم نبوت کا کام کیسے کرنا چاہئے اس پر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد کے لیکچرز ہوئے۔ حجیت حدیث پر حضرت مولانا عبدالقدوس قارن استاذ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، مسیحی عقائد پر مولانا غلام مرتضیٰ مدرس دارالعلوم مدینہ ڈسکہ، بائبل میں سے بشارات مولانا محمد انور اوکاڑوی رئیس شعبہ دعوت وارشاد خیر المدارس ملتان، ختم نبوت کی اہمیت اور ہماری ذمہ داری پر حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی، قادیانیوں سے سوالات، جناب الحاج اشتیاق احمد مدیر بچوں کا صفحہ روزنامہ اسلام، تحفظ ناموس رسالت پر جناب محمد متین خالد کے لیکچر ہوئے، ان تمام مضامین کا آخری پرچہ ۲۲ شعبان کو ہوا۔

حضرات علماء کرام کی تشریف آوری

کورس کے دوران میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری، حضرت مولانا مفتی خالد محمود رکن مرکزی مجلس شوریٰ و ناظم اعلیٰ اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ، مولانا قاری محمد ادریس ہوشیار پوری رئیس جامعہ رحیمیہ ملتان، حضرت مولانا مفتی محمد حسن امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ رائے ونڈ، حضرت مولانا ظفر احمد قاسم رئیس و شیخ الحدیث جامعہ خالد بن ولید وہاڑی، یادگار اسلاف مولانا قاری محمد یٰسین رئیس و بانی جامعہ دارالقرآن فیصل آباد کا بھی ایک ایک لیکچر ہوا۔ ایک سبق میں حضرت مولانا قاری عزیز الرحمٰن رئیس جامعہ الحسنین اور ایک سبق میں مولانا سیّد محمد زکریا بن حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ مدظلہ مہتمم جامعہ عبیدیہ نے بھی شرکت سے ممنون فرمایا۔ جامعہ دارالعلوم مدنیہ بہاولپور کے رئیس و شیخ الحدیث حضرت مولانا عطاء الرحمٰن دامت برکاتہم بھی اپنے ہمسفر مدرسین سمیت تشریف لائے اور ڈھیروں دعاؤں سے ممنون احسان فرمایا۔

نتیجہ کی ترتیب

پہلے پرچہ کی مارکنگ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا محمد راشد مدنی نے فرمائی۔ دوسرے پرچہ کی مارکنگ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا غلام رسول، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا قاضی احسان احمد نے فرمائی اور آخری پرچہ کی مارکنگ میں بطور خاص مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا رحمانی اور مولانا دین پوری، مولانا محمد قاسم مبلغ منڈی بہاؤالدین نے کی۔ نتائج کی ترتیب وتدوین، سندوں کی تیاری کے تمام امور مولانا غلام رسول، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد قاسم رحمانی نے احسن طریق پر انجام دیئے۔

تقریب اسناد

اس تقریب میں شرکت کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ تشریف لائے، آخری دو گھنٹہ کا سبق آپ نے پڑھایا، آخری روز فجر کے بعد درس حضرت مولانا محمد ظفر قاسم نے دیا، آخری تقریب سے حضرت مولانا نور محمد مدظلہ استاذ الحدیث جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا، جامعہ اشرفیہ لاہور کے استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف خان مدظلہ اور مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب فرمایا، اسناد، انعامات، کتب کی تقسیم جامعہ طیبہ فیصل آباد کے قاری محمد ابراہیم رحیمی، جامعہ عبیدیہ فیصل آباد کے رئیس حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب، جامعہ ملیہ فیصل آباد کے رئیس حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مدینۃ العلم فیصل آباد کے رئیس مولانا محمد وقاص، حضرت مولانا قاری محمد یعقوب چنیوٹ جامعہ فاروقیہ کے حضرت مولانا قاری محمد یامین گوہر، جامعہ دارالقرآن فیصل آباد کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد جمیل الرحمٰن، جامعہ امدادیہ چنیوٹ کے رئیس حضرت مولانا سیف اللہ مدظلہ، جامعہ محمدیہ فیصل آباد کے بانی و مہتمم حضرت مولانا عبدالرزاق مدظلہ، شریعت کونسل پنجاب کے امیر مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر، جھنگ مدرسہ فیض القرآن کے قاری عبدالرحمٰن شاکر اور حضرت مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر کے دست مبارک سے ہوئی۔ اول، دوم اور سوم آنے والے طلباء کو حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے اسناد و انعامات سے نوازا۔ آخری دعائے خیر جامعہ اشرفیہ لاہور کے استاذ الحدیث اور حضرت قبلہ سیّد نفیس الحسینیؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد یوسف خان نے فرمائی۔ کورس کے دوران حضرت اقدس سیّد نفیس الحسینیؒ کے خلیفہ مجاز وخادم خاص جناب سیّد رضوان بھی ایک روز کے لئے تشریف لائے اور آخری تقریب میں شرکت سے سرفراز فرمایا۔ اختتامی تقریب میں مجلس کے بزرگ راہنما اور مجلس شوریٰ کے رکن الحاج قاضی فیض احمد نے جناب قاضی امتیاز احمد اور قاضی رضوان احمد کے ہمراہ خصوصی شرکت کی اور بچوں کو دعاؤں سے نوازا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے پچاسی ہزار روپے سے زائد کے وظائف (فی کس اڑھائی صد روپیہ) دیئے گئے پونے دو لاکھ روپیہ کے لاگت کی کتب طلبا کو دی گئیں۔ کھانا وعلاج معالجہ پر لاکھوں روپیہ اس کے علاوہ صرف ہوا۔ فالحمدللہ! انتظامات، حاضری، تعلیم، نظم، امتحانی نتیجہ کا بہت عمدہ نظام کامیابی سے ہمکنار کرنے کی اللہ تعالیٰ نے مجلس کے رفقاء کو توفیق سے سرفراز فرمایا۔ اللہ رب العزت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ان خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

احتساب قادیانیت جلد ۲۹ کا ابتدائیہ!

مولانا اللہ وسایا

الحمد للّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ ۰ امابعد!

قارئین کرام! لیجئے اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے احتساب قادیانیت کی جلد انتیس (۲۹) حاضر خدمت ہے۔اس میں:

۱......	حضرت مولانا محمد صادق بہاولپوریؒ کے	۳ رسائل
۲......	حضرت مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد قادریؒ کے	۳ رسائل
۳......	جناب سید حبیب صاحب مدیر سیاست لاہور کا	ا رسالہ
۴......	حضرت مولانا محمد حنیف ندویؒ کا	ا رسالہ
۵......	جناب شیخ سلطان احمد خانؒ کے	۲ رسائل
۶......	جناب حضرت مولانا گلزار احمد مظاہریؒ کے	۷ رسائل
۷......	مولانا مفتی محمد عبداللہ معمار امرتسریؒ کے	۳ رسائل
	کل تعداد	۲۰ رسائل وکتب شامل اشاعت ہیں

1 ...... حضرت مولانا محمد صادق بہاولپوریؒ جامعہ عباسیہ بہاولپور کے سینئر پروفیسر، ناظم امور مذہبیہ بہاولپور رہے ہیں۔ قادیانیوں کے متعلق جب بہاولپور کی عدالت میں کیس دائر تھا۔جس کی پیروی کے لئے حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ بہاولپور تشریف لائے تھے۔تب مولانا محمد صادق بہاولپور کے ناظم امور مذہبیہ تھے۔مولانا محمد صادق صاحب کے مرزا قادیانی ملعون کے خلاف بہت سے رسائل ہوں گے۔ہمیں صرف تین رسائل دستیاب ہوئے۔جن کے نام یہ ہیں۔

۱...... مرزا اور یسوع۔

۲...... تحریف قرآنی بزبان قادیانی۔

۳...... فرنگی نبی کی ناپاک چھینٹیں۔تینوں اس جلد میں شامل ہیں۔

2 ...... حضرت مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد قادریؒ۔

حضرت مولانا سید ابوالحسنات احمد قادریؒ بہت بڑے نامور عالم دین اور مذہبی پیشوا تھے۔آپ جامع مسجد وزیر خان لاہور کے خطیب تھے۔۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے اسلامیان وطن کی رہنمائی فرمائی۔مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے آپ مرکزی صدر تھے۔آپ کو تحریک کے آغاز میں دیگر رہنماؤں کے ساتھ کراچی سے گرفتار کرلیا گیا۔آپ نے بڑی بہادری کے ساتھ کراچی، سکھر، لاہور میں جیل کاٹی۔جیل کے دوران میں آپ کے صاحبزادہ مولانا خلیل احمد قادریؒ صاحب کو تحریک میں تحفظ ختم نبوت کے جرم بے گناہی میں موت کی سزا کا حکم ہوا۔مولانا سید ابوالحسناتؒ کو معلوم ہوا تو بڑی بہادری سے اس خبر کو سنا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔غرض آپ بہت بہادر اور شیر دل رہنماء تھے۔

مولانا قادری صاحب کے ردقادیانیت پر درجن بھر سے زائد رسائل ہوں گے۔لیکن ہمیں صرف تین رسائل میسر آئے۔

۱/۴...... قادیانی مسیح کی نادانی، اس کے خلیفہ کی زبانی۔

۲/۵...... اکرام الحق کی کھلی چٹھی کا جواب۔

۳/۶...... کرشن قادیانی کے بیانات ہذیانی۔

3...... سید حبیبؒ صاحب مدیر سیاست لاہوران کی ردقادیانیت پر ایک کتاب میسر آئی جس کا نام ہے۔

۱/۷...... ’’تحریک قادیان‘‘

اس جلد میں جناب سید حبیب کی کتاب تحریک قادیان بھی شامل اشاعت ہے۔ جناب سید حبیب کی اس کتاب کے ٹائٹل پر حصہ اوّل لکھا ہے۔ دوسرا حصہ دستیاب نہیں ہوا۔ اغلب گمان یہ ہے کہ شائع ہی نہیں ہوا۔ جو کتاب میسر آئی ہے۔ یہ فوٹوسٹیٹ ہے۔ فہرست میں نقد وتبصرہ کی سرخی ہے۔ جو ص ۷ سے ص ۳۲ تک صفحات کو حاوی ہے۔ وہ فوٹوسٹیٹ جس کتاب سے ہوئی۔ اس میں بھی ص ۷ سے ص ۳۲ تک صفحات موجود نہ تھے۔ نامعلوم اس میں کیا کچھ تھا۔ آگے ص ۳۲ سے ص ۴۷ تک تمہید ہے۔ فوٹو میں موجود ہے۔ لیکن میں نے حذف کر دیا۔ اس دور میں سیاست، زمیندار دو اخبارات کی تو تکار کو آج کی نئی نسل کو یہ بحث پڑھانا، ذہن پراگندہ کرنے والی بات ہے۔ ان مباحث کا آج کی نسل سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے اسے بھی حذف کر دیا۔ الحمدللہ! ردقادیانیت کی بحث جہاں سے شروع ہوئی وہ اوّل سے آخر تک موجود تھی اور یہ ہمارا مقصود ہے۔ تو گویا گوہر مقصود مل گیا۔

سید حبیب صاحب اپنے دور کے اچھے لکھاری، ادیب اور رہنما تھے۔ کشمیر کمیٹی میں مرزامحمود ملعون کے ساتھ کام کرتے رہے۔ لاہوری مرزائی ڈاکٹر یعقوب بیگ سے مفت علاج کراتے رہے۔ ان دونوں کے بارہ میں نرم گوشہ رکھتے تھے۔ لیکن جب قلم پکڑا تو مرزا قادیانی ملعون کے بخئے ادھیڑنے کا خوب حق ادا کیا۔ مولانا ظفر علی خان کے معاصر تھے۔ ان سے دوستی، دشمنی رہی۔ اخبار والوں کا یہی حال ہوتا ہے۔ روزنامہ سیاست لاہور کے مدیر تھے۔ ان کا یہ مضمون سیاست میں قسط وار چھپتا رہا۔ پھر کتابی شکل میں شائع کیا۔ اس نایاب کتاب کو زندہ کرنے کی سعادت پر شکر الٰہی بجالاتے ہیں۔ الحمد للہ اولاً وآخراً!

۱/۸...... ’’مرزائیت نئے زاویوں سے‘‘

4...... مولانا محمد حنیف ندویؒ اہل حدیث مکتب فکر کے جید عالم دین اور صاحب قلم رہنما تھے۔ الاعتصام لاہور میں فتنۂ قادیانیت کے خلاف آپ کے مضامین شائع ہوتے رہے۔ عرصہ ہوا، مکتبہ ادب ودین، گوجرانوالہ، لاہور نے اسے کتابی شکل میں ’’مرزائیت نئے زاویوں‘‘ کے نام سے شائع کیا۔ اس جلد میں اسے بھی شائع کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔

5...... جناب شیخ سلطان احمد صاحب گورداسپوریؒ کے دو رسائل ہمیں میسر آئے جو شامل اشاعت ہیں۔

۱/۹...... قادیانی پیمبر اور مشک وعنبر۔

۲/۱۰...... الکتاب والحکمۃ (حیات حضرت مسیح پر ایک زبردست دلیل)

موصوف دھرم کوٹ رندھاوا گورداسپور کے رہائشی تھے۔ ککئے زئی برادری سے تعلق رکھتے۔ میرے استاذ گرامی قدر، سلطان المناظرین، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ کے سلطان احمد صاحبؒ چچا لگتے تھے۔ ان کا پہلا رسالہ مشک وعنبر پہلی بار جنوری ۱۹۳۳ء میں شائع ہوا۔ اب دوسری بار اسے مجلس شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔

6 ...... حضرت مولانا گلزار احمد مظاہریؒ کے سات رسائل اس جلد میں شامل ہیں۔

۱/۱۱...... قادیانی ہم مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں۔

۲/۱۲...... قادیانیت عدالت کے کٹہرے میں۔

۳/۱۳...... قادیانیوں کی سیاسی منزل۔

۴/۱۴...... سراپا غلام احمد قادیانی۔

۵/۱۵...... قادیانی آزادی کشمیر کے دشمن۔

۶/۱۶...... ربوہ سے اسرائیل تک۔

۷/۱۷...... قادیانی اور کلمہ طیبہ۔

مندرجہ بالا سات رسائل بھی احتساب قادیانیت کی اس جلد میں شامل اشاعت ہیں۔ حضرت مولانا گلزار احمد صاحبؒ مظاہری، مظاہر العلوم سہارن پور کے فارغ التحصیل عالم دین تھے۔ جماعت اسلامی کی ذیلی تنظیم اتحاد العلماء کے آپ عرصہ تک سیکرٹری جنرل رہے اور مولانا محمد چراغؒ کے بعد اتحاد العلماء کے مرکزی صدر بھی رہے۔ آپ نے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔ خوب شعلہ نوا خطیب اور بہادر انسان تھے۔ حق تعالیٰ نے خوبیوں کا مرقعہ بنایا تھا۔ آپ کے مزید رسائل بھی ردقادیانیت پر ہیں۔ مجھ مسکین کو یہی میسر آئے جو شامل اشاعت کر دیئے۔ آپ کے صاحبزادہ جناب فرید احمد پراچہ، سابق، ایم۔ این۔ اے جماعت اسلامی کو خط بھی لکھا کہ وہ بقیہ رسائل مہیا کر دیں۔ لیکن شاید خط ان کو موصول نہیں ہوا۔ یا یہ کہ وہ اس کام کو کام ہی نہیں سمجھتے۔ وللناس فیما یعشقون مذاھب!

بہر حال اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس جلد میں مولانا مظاہریؒ کے ۷ر رسائل بھی یکجا ہو گئے۔ مولانا مرحوم سے ۱۹۷۴ء میں نیاز مندانہ ساتھ رہا۔ چنیوٹ اور چناب نگر کی ختم نبوت کانفرنسوں میں بھی تشریف لاتے رہے اور اپنے بیان سے ممنون فرماتے رہے۔

7 ...... حضرت مولانا محمد عبداللہؒ معمار اہل حدیث مکتب فکر کے مسلمہ رہنما تھے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور مولانا میر ابراہیم صاحب سیالکوٹیؒ کے رد قادیانیت کے محاذ پر دست بازو تھے۔ آپ کی شہرہ آفاق کتاب محمدیہ پاکٹ سے ایک زمانہ نفع حاصل کر رہا ہے۔ اس کتاب کے نام سے قادیانیت کانپتی ہے۔ وہ کتاب چونکہ عام طور پر مل جاتی ہے۔ مکتبہ سلفیہ شیش محل لاہور اسے مسلسل شائع کر رہا ہے۔ اس لئے اسے اس جلد میں شائع نہیں کیا۔ اس کے علاوہ تین رسائل ہمیں میسر آئے جو اس جلد میں شامل اشاعت ہیں۔

۱/۱۸...... اکاذیب قادیان۔

۲/۱۹...... مغالطات مرزا عرف الہامی بوتل۔

۳/۲۰...... روئداد مناظر روپڑ۔ قارئین سے اگلی جلد کی اشاعت تک کے لئے اجازت چاہتا ہوں۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

ختم نبوت تربیتی سمر کیمپ گوجرانوالہ کی رپورٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے زیراہتمام موسم گرما کی تعطیلات کے دوران تیسرا سالانہ ختم نبوت تربیتی سمر کیمپ لگایا گیا۔ جس میں دوسو سے زائد طلباء نے حصہ لیا۔

کورس سے پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ناظم، محقق ومصنف حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مرکزی مبلغین حضرت مولانا فقیراللہ اختر، حضرت مولانا محمد عارف شامی، حضرت مولانا حافظ محمد ثاقب، حضرت مولانا غلام مرتضیٰ ڈسکہ، مرکزی جمعیت اہل حدیث کے رہنما مولانا حافظ عمر صدیق، مرکزی جماعت اہل سنت کے رہنما علامہ خالد حسن مجددی، گورنمنٹ کالج سیٹلائٹ ٹاؤن کے پروفیسر مصنف ومحقق علامہ پروفیسر محمد منیر کھوکھر، گورنمنٹ کالج پیپلز کالونی کے پروفیسر حافظ محمد انور، جمعیت اہل سنت والجماعت کے رہنما مولانا حافظ گلزار احمد آزاد، مولانا قاری ریاض انور گجراتی، جمعیت طلباء اسلام پاکستان کے کنونیئر حافظ نصیر احمد احرار، جمعیت اتحاد العلماء پاکستان کے رہنما مولانا محمد عارف، گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول گوجرانوالہ کے اساتذہ سید احمد حسین زید، عبدالرؤف طور، مولانا قاری محمد زید شاہد، جامعہ اسلامیہ بھڑی شاہ رحمان کے سربراہ مولانا صلاح الدین حنیف، مولانا عبدالواحد رسولنگری، ادارہ تحقیقات کے سربراہ مولانا ڈاکٹر مفتی منصور احمد، حضرت مولانا حافظ محمد صدیق نقشبندی اور دیگر نے خطاب کیا اور رد قادیانیت، حیات عیسیٰ علیہ السلام، کذبات مرزا، رد عیسائیت اور رد ہندومت پر لیکچر دیئے۔

مرکز الفاروقؓ وڈالہ سندھواں کے سربراہ مولانا علامہ احسان اللہ فاروقی، جامعہ اشرفیہ لاہور کے مولانا حافظ سید اسامہ بن زید، گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول گکھڑ کے شعبہ اسلامیات کے سربراہ پروفیسر علامہ قاری بشیر الابراہیمی، دارالعلوم ختم نبوت ہاشمی کالونی کے صدر مدرس مولانا قاری محمد عمران صدیقی نے بھی لیکچر دیئے اور اپنا قیمتی حصہ ڈالا۔

یکم رجون ۲۰۰۹ء کو شروع ہونے والا کورس ۲۱ رجولائی ۲۰۰۹ء کو ختم ہوا۔ ۱۲۹ طلبہ نے باقاعدہ امتحان دیا۔ جس میں سے درج ذیل نے پوزیشن حاصل کی۔ محمد عمر ولد محمد مزمل اوّل، محمد عدنان ولد محمد اسلم دوئم، محمد احتشام ولد دلاور حسین، ریحان احمد خان ولد ظفر احمد خان اور حافظ محمد مبین امجد ولد امجد پرویز نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ وسیم خان، محمد یاسر سہیل، اورنگزیب، عمر جنید، محمد سعد الماس، محمد شکیب اور ایاز محمود نے خصوصی انعامات حاصل کئے۔ تمام شرکاء کو سرٹیفکیٹ دیئے گئے۔ بھائی عبدالرحمان نے تمام طلباء کو کتب کا تحفہ دیا۔

اختتامی تقریب ۱۲/اگست ۲۰۰۹ء کو منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت ضلعی نائب ناظم حاجی جمال حسن منج نے کی۔ جب کہ پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور کے پروفیسر عبدالماجد اور نیشنل سائنس کالج کے پرنسپل پروفیسر حافظ محمد ارشد مہمان خصوصی تھے۔

تقریب سے پروفیسر علامہ محمد منیر کھوکھر، مولانا محمد عارف شامی، قاری محمد یوسف عثمانی، الحاج عثمان عمر ہاشمی، پروفیسر حافظ محمد انور، سید احمد حسین زید، عبدالروف گھمن، مولانا قاری محمد عمران صدیقی، اسد اقبال اور دیگر نے خطاب کیا۔ انعامات دینے والوں میں محترم حافظ محمد ثاقب، محمد امان اللہ قادری، پروفیسر عبدالماجد، پروفیسر حافظ محمد راشد، حاجی جمال حسن منج اور دیگر شامل تھے۔ آخری امتحان کی نگرانی آفتاب احمد ملک، میاں محمد رمضان، رفاقت حسین سندھو، قاری محمد زید شاہد، سید احمد حسین زید، مولانا محمد عارف شامی، حافظ محمد الیاس قادری، سبحان علی، نعمان سیف، طاہر سعید، عثمان علی، عمر عزیز اور نعمان ایوب نے کی۔ الحاج عثمان عمر ہاشمی اور بھائی عبدالرحمن نے امتحانی عمل کا جائزہ لیا۔

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کی صحت

اللہ رب العزت کا فضل وکرم ہے کہ ہمارے حضرت صاحب قبلہ خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کی صحت مبارک سو فیصد ٹھیک ہے۔ کوئی تکلیف نہیں۔ عمر کا تقاضہ، بڑھاپے کے باعث کمزوری ایک فطری امر ہے۔ حق تعالیٰ آپ کو صحت وسلامتی سے سرفراز فرمائیں۔ آپ کو صحت والی لمبی زندگی نصیب فرمائیں اور آپ کے خدام پر تا دیر آپ کا سایہ سلامت رہے۔ آمین!

ان سطور کی ضرورت اس لئے پڑی کہ پچھلے ماہ دوبار بہت ہی غلط خبریں، ایک بار شدید بیماری کی، دوسری بار انتقال کی، (معاذ اللہ) خبریں شرپسند نے پھیلائیں۔ جو بہت ہی کمینہ حرکت ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بھی ہدایت نصیب فرمائیں۔

والسلام!

نجیب احمد از خانقاہ سراجیہ

ضروری اعلان سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

انشاء اللہ العزیز! ۱۵، ۱۶/اکتوبر ۲۰۰۹ء بروز جمعرات، جمعہ (جمعرات صبح دس بجے سے جمعہ عصر) تک منعقد ہو رہی ہے۔ اس موقعہ پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا آئندہ سہ سالہ مرکزی انتخاب بھی ہوگا۔ مرکزی مجلس عمومی کے ارکان سے بطور خاص اس میں شرکت کی درخواست ہے۔

کانفرنس کے لئے رفقاء ابھی سے بھرپور تیاری شروع کر دیں۔ رمضان شریف میں اشتہار چھپ کر آجائیں گے۔ عید کے بعد دفتر مرکزیہ ملتان، خانقاہ سراجیہ کندیاں اور دفتر استقبالیہ مسلم کالونی چناب نگر سے اشتہار حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ العارض! ناظم دفتر مرکزیہ ملتان!

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

دوقومی نظریے کا علمبردار ✵ آسمانی تعلیمات کا ترجمان ✵ اتحاد امت کا داعی

مذاہب عالم میں اسلام کا ترجمان

ماہنامہ لاہور

مکالمہ بین المذاہب

اپنی نوعیت کا منفرد اور واحد مجلہ

زیر ادارت

مبلغ اسلام مولانا عبدالرؤف فاروقی

عصری نظریات کا مطالعہ کئے بغیر اپنے مذہب کی صداقت کا چہرہ کبھی واضح نہیں ہوتا

قلم کی تلوار سے اسلام کا دفاع بھی اور کفر پر یلغار بھی

- مذاہب عالم کا تعارف
- مسیحیت، یہودیت اور ہندومت کا
- اسلام پر کئے جانے والے اعتراضات اور شبہات کا جواب
- مسلمانوں کی وحدت کو نقصان پہنچانے والی تحریکوں کا تجزیہ
- اسلام دشمن تنظیموں اور اداروں کی سرگرمیوں کا جائزہ
- منفرد اسلوب اور شائستہ انداز تحریر کے ساتھ صحافت کی دنیا میں قابل قدر اضافہ

علمی تحریریں — دلچسپ تبصرے — جان دار موضوعات — عقاید اسلام کی تبلیغ — مسائل کی تعلیم — تاریخی واقعات — محسن شخصیات

اور وہ...... جو ایک نظریاتی مسلمان کی آرزو ہے

علماء وخطباء سے علم دوست اور عام مسلمانوں تک ہر فرد ہر گھر ہر تعلیمی ادارے اور ہر لائبریری کی ضرورت

☆ خریدار بنیں...... دوسروں کو خریدار بنائیں...... اور اس علمی تحریک کا حصہ بنیں

☆ ضلع کی سطح پر نمائندگی کے خواہشمند رجوع کریں۔ مشنری جذبہ سے سرشار قلمکار حضرات کو ترجیح دی جائے گی

رابطہ اور خط وکتابت

مرکز تحقیق اسلامی (جامعہ اسلامیہ ٹرسٹ)

جامع مسجد خضراء سمن آباد لاہور 0300-4731347

زرتعاون

فی شمارہ 20 روپے

سالانہ دوسو چالیس (240) روپے

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

تعاون کی اپیل

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، ناموس رسالت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے

عطیات، صدقات اور زکوٰۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجیے

تعارف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

☆ حضرت امیر شریعتؒ کے ارشادات کی روشنی اور شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی امارت اور قیادت میں ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے بالاتر ہوکر تبلیغ دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والی مذہبی جماعت ہے۔ الحمدللہ!

☆ اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے مجلس کو پاکستان اور بیرون پاکستان قادیانیت کے محاذ پر کامیابی نصیب ہوئی۔

☆ آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قانوناً قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا۔

☆ یورپین ممالک میں تبلیغ اسلام اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے رد میں مراکز قائم کئے گئے۔

☆ برطانیہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام...... چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد۔

☆ چناب نگر میں سالانہ ردقادیانیت کورس...... ملتان میں علماء کے لیے سالانہ سہ ماہی ردقادیانیت کورس۔

☆ قادیانیت کے ہمہ وقت تعاقب کے لیے 36 مبلغین 30 تبلیغی مراکز اور دفاتر 8 شعبہ ہائے تعلیم القرآن۔

☆ چناب نگر شعبہ کتب...... شعبہ پرائمری...... ماہنامہ لولاک ملتان...... ہفت روزہ ختم نبوت کراچی۔

☆ تحفہ قادیانیت 6 جلدیں...... احتساب قادیانیت 28 جلدیں...... دیگر ردقادیانیت پر اہم کتب شائع شدہ۔

☆ اردو، انگریزی، عربی میں ردقادیانیت پر فری لٹریچر

☆ انٹرنیٹ پر ماہنامہ لولاک...... ہفت روزہ ختم نبوت...... اور دیگر مجلس کی کتب دستیاب ہیں۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 4514122-4583486-061

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان

اپیل کنندگان

مخدوم المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم مدظلہ العالی
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب جالندھری مدظلہ العالی
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

علاقائی مراکز کے فون نمبرز

اسلام آباد	راولپنڈی	سیالکوٹ	گوجرانوالہ	لاہور	سرگودھا	چناب نگر	جھنگ	خانیوال	چیچہ وطنی	بہاولنگر
2829186	5551675	0300-7442857	4215663	5862404	3710474	6212611	0307-3780833	0301-7819466	0300-7832358	0333-6309355
بہاولپور	ملتان	رحیم یار خان	سکھر	اوکاڑہ قصور	فیصل آباد	حیدرآباد	شیخوپورہ	کوئٹہ	گجرات	کراچی
0300-6851586	4514122	0301-7659790	5625463	0300-6950984	0334-6035517	3869948	0321-498184	2841995	0300-8032577	2780337

قیمت فی شمارہ -/10 روپے

قیمت سالانہ -/100 روپے